قل خوانی



مصنف
علامہ مفتی محمد سراج احمد سعیدی قادری رضوی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ۰ پاکستان

قل خوانی

حضرت مولانا مفتی سراج احمد سعیدی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

نام کتاب	قل خوانی
مصنف	علامہ محمد سراج احمد سعیدی رضوی
زیرنگرانی	قاری اشفاق احمد خان
تاریخ اشاعت	مارچ 2011ء
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	AD49
قیمت	-/54 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔فون: 37221953 فیکس:۔ 042-37238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون: 37247350 فیکس: 37225085

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-32212011-32630411۔ فیکس:۔ 021-32210212

e-mail:- info@zia-ul-quran.com

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کی بے حد حمد وثنا اور پیارے حبیب کریم ﷺ پر بے شمار درود وسلام کے بعد رسالہ قل خوانی لکھنے کا موجب وہ جوفروش ہیں جو بغیر سوچے سمجھے صرف اہل سنت کی مخالفت کے پیش نظر ایصال ثواب کا انکار کر دیتے ہیں اور حیلوں و بہانوں سے لوگوں کو اس نیک کام سے باز رکھنے کی سر توڑ کوشش کرتے ہیں۔ پھر وہ ایسی محافل میں شریک ہو کر قل بھی پڑھتے ہیں، دعا بھی مانگتے ہیں اور ایصال ثواب بھی کرتے ہیں انہیں بیک وقت دو کشتیوں پر سوار ہوتے ہوئے کچھ ندامت نہیں ہوتی لیکن ایک منصف مزاج کے دل میں ایک اضطراب ضرور پیدا ہوتا ہے کہ یہ دوغلی پالیسی کیوں؟

ہم نے فرقہ پرستی سے بالاتر ہو کر قرآن مجید، احادیث مبارکہ، اقوال ائمہ اور خود منکروں کے گھر سے ایصال ثواب کے دلائل جمع کر کے قارئین کے سامنے رکھ دیئے ہیں اور انصاف کے طالب ہوتے ہیں کہ جب ایصال ثواب کا جواز اصولاً موجود ہے تو پہلے انکار کرنے پھر اس میں سر دھرنے کی پالیسی کس کے اشارے پر اپنائی جا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلائے اور حق بات تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اس رسالے کو مؤلف اور قارئین کی نجات کا سبب بنائے۔ آمین

والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین
والہ واصحابہ اجمعین

محمد سراج احمد قادری سعیدی
دار الارشاد، اوچشریف
ضلع بہاولپور، پنجاب
موبائل 0301-7793990
0333-9596164

مقدمہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

منکرین ایصال ثواب سے عموماً یہ خبر سنی جاتی ہے کہ قل خوانی حرام ہے۔ قل خوانی کو حرام کہنے والے خود قل خوانی والی خیرات کرتے بھی ہیں اور ایسی خیراتوں پر جاتے بھی ہیں اور بڑی ہٹ دھرمی سے اس خیرات کو حرام کہنا شروع کر دیتے ہیں ایک بار ان کا نام نہاد مفتی جمعرات کے دن قل خوانی والی خیرات پر جا کر اسے حرام کرنے لگا ایک مسلمان نے اس سے پوچھ لیا مولوی جی تم جمعرات و قل خوانی والی خیرات کو حرام کرتے ہو پھر تم نے اس حرام کام میں شرکت کیوں کی ہے؟ یہ سن کر مولوی جی کے منہ پر بارہ بج گئے اور زبان بند ہو گئی۔ قل خوانی اور اس میں کی جانے والی خیرات کا ثبوت قرآن مجید، احادیث طیبہ، اقوال ائمہ، اور منکروں کے گھر سے پیش خدمت ہے۔ اسلام میں ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی، قل خوانی، کلمہ خوانی، درود خوانی، نفل نماز، روزہ، حج، عمرہ وغیرہ اور جملہ خیراتیں مستحسن و مستحب ہیں اور ان کا ثواب خیرات کرنے والے اور مرنے والے مسلمان کو ملتا ہے اور منکر ہر وقت جلتا رہتا ہے۔ اس رسالے کے سات باب ہیں۔ پہلا باب، قرآن مجید سے ایصال ثواب کے بیان میں۔ دوسرا باب، حدیث شریف سے ایصال ثواب کے بیان میں۔ تیسرا باب، ایصال ثواب کی وجہ۔ چوتھا باب، دیوبندی مذہب میں ایصال ثواب کی حیثیت۔ پانچواں باب، غیر مقلدوں کے گھر سے ایصال ثواب کا ثبوت۔ چھٹا باب، قل خوانی کے دلائل۔ ساتواں باب، دن مقرر کرنے طعام سامنے رکھنے اور روحوں کے واپس آنے کے بیان میں ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

باب اول

اس باب میں قرآن مجید اور اہل اسلام کی معتبر تفسیروں سے ایصال ثواب والی خیرات یعنی قل خوانی کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۸﴾ (النسا) ''اور جب (ترکہ) تقسیم ہوتے وقت (غیر وارث) رشتے دار اور یتیم اور محتاج آجائیں تو انہیں (بھی) اس میں سے کچھ دو اور ان سے اچھی بات کہو''۔ (البیان)

دلیل نمبر 1: صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین متوفی ۱۳۶۷ھ ارقام فرماتے ہیں اس آیت میں میت کے ترکہ سے غیر وارث رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کو کچھ بطور صدقہ دینے اور قول معروف کہنے کا حکم دیا ہے۔ زمانہ صحابہ میں اس پر عمل تھا حضرت محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ان کے والد نے تقسیم میراث کے وقت ایک بکری ذبح کر کے کھانا پکایا اور رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کو کھلایا۔ اور یہ آیت پڑھی امام ابن سیرین نے اسی مضمون کی حضرت عبیدہ سلمانی سے بھی روایت کی ہے اس میں یہ بھی ہے انہوں نے کہا اگر یہ آیت نہ ہوتی تو یہ صدقہ و خیرات میں اپنے مال سے کرتا تیجہ جس کو سوئم کہتے ہیں اور مسلمانوں میں معمول ہے اور وہ بھی اس آیت کا اتباع (پیروی) ہے کہ اس میں رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں پر تصدق ہوتا ہے اور کلمہ کا ختم اور قرآن پاک کی تلاوت اور دعا قول معروف ہے اس میں بعض لوگوں کو بے جا اصرار (ضد) ہو گیا ہے جو بزرگوں کے اس عمل کا ماخذ تو تلاش نہ کر سکے باوجودے کہ اتنا صاف قرآن پاک میں موجود تھا لیکن انہوں نے اپنی رائے کو دین میں داخل کیا اور عمل خیر کو روکنے پر مصر ہو گئے (تفسیر خزائن العرفان تحت آیت)

دلیل نمبر ۲: حجۃ الاسلام امام ابوبکر احمد بن علی رازی متوفی ۳۷۰ھ فرماتے ہیں بہر حال جن اصحاب نے آیت کو ثابت الحکم مانا ہے تو وہ ہمارے نزدیک اس بات پر محمول ہے کہ وہ اس

خیرات کومندوب ومستحب جانتے تھے (احکام القرآن ج ۲ ص ۲ ۷)

دلیل نمبر ۳: حضرت عبدالرحمان وحضرت عبیدہ وحضرت موسیٰ رضی اللہ عنہم سے جو اس خیرات کے بارے میں روایت آئی ہے پس وہ اس کے جواز کی دلیل ہے یہ کہ ورثا بڑے تھے انہوں نے ان کی اجازت سے ان کے مال سے بکری ذبح کی (احکام القرآن ج ۲ ص ۲ ۷)

دلیل نمبر ۴: امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا آیت مذکورہ بالا وقت تقسیم میراث خیرات کرنے کے سلسلہ میں محکم ہے منسوخ نہیں۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۶۵۸)

دلیل نمبر ۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضیٰ اللہ عنہ کی تفسیر ابن عباس ص ۵۳ میں ہے۔ غیر وارث رشتہ داروں مومن یتیموں اور مومن مسکینوں کو میراث کی تقسیم سے قبل (کھانا) دیدو اور وارث غیر بالغ ہیں تو قول معروف سے معذرت کرو۔

دلیل نمبر ۶۔ امام المفسرین علامہ علاؤ الدین علی بن محمد متوفی ۷۴۱ھ فرماتے ہیں۔ تقسیم وراثت سے قبل غیر وارث رشتہ داروں، یتیموں، اور مسکینوں کو کھلانا پلانا مستحب ہے ''هٰذَا الْقَوْلُ هُوَالْاَصَحُّ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْعَمَلُ الْیَوْمُ'' یہی قول صحیح ہے آج تک اس پر عمل جاری و ساری ہے۔ (تفسیر خازن ج ۱ ص ۳۴۸)

یعنی صحابہ کرام سے لے کر مفسر مذکور کے زمانے تک مسلمان یہ خیرات کرتے چلے آرہے تھے اور کسی نے اس خیرات کا انکار نہیں کیا۔

دلیل نمبر ۷۔ علامہ جاراللہ زمخشری متوفی ۵۲۸ھ لکھتے ہیں امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مومن اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہیں اور غیر وارث رشتہ داروں، یتیموں و مسکینوں کو کچھ نہ کچھ کھلاتے پلاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم مسلمانوں کو تاکیداً دیا ہے۔

(تفسیر کشاف ج ۱ ص ۴۷۷)

دلیل نمبر ۸۔ علامہ زمخشری لکھتے ہیں حضرت عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کی میراث سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں تقسیم کی تو گھر

میں جتنے افراد موجود تھے سب کو خیرات عطا فرمائی اور مذکورہ بالا آیات پڑھ کر یہ ظاہر کر دیا کہ میں نے اس پر عمل کر دیا ہے۔ (تفسیر کشاف ج ا ص ۴۷۷) سیدنا ابو بکر صدیق کی چار پشتیں شرف صحابیت حاصل کر چکی ہیں یہ شرف آپ کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے۔ وہ چار پشتیں یہ ہیں۔

(۱) حضرت ابو قحافہ اور ان کی بیوی یعنی والدین صدیق اکبر (۲) خود صدیق اکبر مع اہل و عیال (۳) آپ کے بیٹے بیٹیاں (۴) آپ کے پوتے و پوتیاں رضی اللہ عنہم۔ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمن صحابی ہیں جنہوں نے یہ خیرات کی تھی۔

دلیل نمبر ۹۔ وہابیوں کے مستند مفسر حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ فرماتے ہیں۔ حضرت مجاہد، حضرت ابن مسعود، حضرت ابوموسیٰ، حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق، حضرت ابوالعالیہ، حضرت شعبی، حضرت حسن بصری، حضرت ابن سیرین، حضرت سعید بن جبیر، حضرت مکحول، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت عطا بن رباح، حضرت زہری و حضرت یحییٰ بن معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس آیت پر عمل کرتے تھے حضرت امام ابن سیرین فرماتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ ایک وصیت کے ولی تھے انہوں نے ایک بکری ذبح کی اور غیر وارث رشتہ داروں یتیموں و مسکینوں کو کھلائی اور فرمایا اگر یہ آیت نہ ہوتی تو میں اپنے مال سے کھلاتا پلاتا (تفسیر ابن کثیر ج ا ص ۴۵۵) حافظ ابن کثیر نے وفات پانے والے کے ترکہ کو بانٹتے وقت والی خیرات کو متعدد صحابہ کرام و تابعین عظام کے نام لیکر ثابت کیا ہے صحابہ کرام جو نجوم رشد و ہدایت ہیں کے طریقہ پر عمل کرنا اہلسنت کے لیے معراج کمال ہے، حضور پرنور ﷺ نے فرمایا۔ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ، میرے صحابہ تاروں کی طرح ہیں جس کی اقتداء کرو گے ھدایت پاؤ گے (مشکوٰۃ، مناقب صحابہ)

دلیل نمبر ۱۰۔ امام حسن بصری و امام نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ہم نے مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ (فوت ہونے والوں کی طرف) سے اپنے غیر وارث رشتہ داروں، مسکینوں اور یتیموں میں سونا و چاندی تقسیم کرتے ہیں (تفسیر کشاف ج ا ص ۴۷۷)

دلیل نمبر ۱۱۔ حضرت سعید بن جبیر فرماتے تھے۔ اللہ کی قسم یہ آیت منسوخ نہیں (یعنی اس پر عمل کرنا چاہیے) (کشاف ج ۱ ص ۴۷۷)

دلیل نمبر ۱۲۔ حضرت علامہ امام اسماعیل حقی متوفی ۱۱۳۷ھ فرماتے ہیں بوقت تقسیم میراث بالغ اولاد کے لیے، آنے والوں کی قلبی خوشی کے لیے صدقہ وخیرات کرنا مندوب ومستحب ہے (تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۱۶۹)

دلیل نمبر ۱۳۔ بیہقی وقت حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ نقشبندی متوفی ۱۲۲۵ھ فرماتے ہیں حضرت ابن عباس، امام شعبی، امام نخعی، امام زہری، امام مجاہد اور علماء کرام کی ایک جماعت نے اس آیت کو محکم قرار دیا ہے امام قتادہ نے امام یحییٰ بن معمر کا قول نقل کیا ہے کہ تین مدنی آیات جو محکم ہیں لوگوں نے انہیں چھوڑ دیا ہے ایک یہی آیت وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اور دوسری طلب اجازت والی آیت یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِیْنَ اور تیسری یَآ اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰی، آیت کو محکم قرار دینے کی صورت میں بعض علما کے نزدیک۔ فَارْزُقُوْهُمْ۔ کا امر وجوب کے لیے ہے وارث چھوٹے ہوں یا بڑے سب کے مال سے یتامیٰ، مساکین اور اقارب بعیدہ کا واجبی حق ہے اگر وارث بڑے ہوں تو خود دے دیں اور نابالغ ہوں تو ان کی طرف سے ان کے ولی دیدیں حضرت امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ اسی آیت کی وجہ سے عبیدہ سلمانی نے یتیموں کے مال سے بانٹ کر کچھ حصہ نکال کر ایک بکری خریدی اسے ذبح کرا کے کھانا پکوایا اور اس آیت میں جن کا ذکر ہے انہیں دیدیا اور فرمایا اگر یہ آیت نہ ہوتی تو یہ کھانا میرے مال سے ہوتا۔ صحیح یہ ہے کہ۔ فَارْزُقُوْهُمْ۔ کا امر استحبابی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ اگر وارث بڑے ہوں تو مذکورہ بالا آیت والوں کو کچھ کھلا پلا دیں اور اپنے عطیہ کو قلیل جانیں ان پر احسان نہ جتائیں اگر وارث چھوٹے ہوں تو ان کے ولی یا وصی مذکورہ بالا مستحقین سے معذرت کرلیں اور کہہ دیں کہ یہ مال بچوں کا ہے ہمارا نہیں اگر ہمارا ہوتا تو ضرور کچھ دے دیتے جب یہ بڑے ہو جائیں گے تو تمہارے حقوق پہنچائیں گے (تفسیر مظہری عربی ج ۲

ص ۲۰۲۔اردو ج ۲ ص ۴۹۶، ایچ ایم سعید کراچی)

دلیل نمبر ۱۴۔علامہ امام سید محمود بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ فرماتے ہیں یہ مستحب حکم بالغ وارثوں کے لیے ہے۔کہ مستحقین کی قلبی خوشی حاصل کرنے کے لیے ان پر خیرات کرنے کا انہیں مکلف بنادیا گیا ہے۔(تفسیر روح المعانی ج ۳ ص ۲۱۲)

قارئین گرامی! مندرجہ بالا معتبر و مستند حوالوں سے ثابت ہوا کہ فوت ہو جانے والے مسلمان کی متروکہ جائیداد میں سے خیرات کرنا صحابہ و تابعین عظام اور اتباع تابعین یعنی سلف الصالحین اور محدثین و مفسرین علما، وفقہا و اولیا اللہ کا معمول تھا۔ ہر مومن کا ایمان ہے کہ اللہ پاک نے اس خیرات کا حکم اس لیے دیا ہے کہ اس سے مرنے والے مسلمان اور خیرات کرنے والے مسلمان اور کھانے والے مسلمان کو فائدہ ہوتا ہے یہ کہنا کہ اس خیرات سے کسی کو فائدہ نہیں ہوتا بہت بڑا جھوٹ ہے ہاں جو مردود ہو، اسے فائدہ نہیں ہوتا۔مر گیا مردود نہ ختم نہ درود بالفرض کرنے اور مرنے والے مسلمان کو فائدہ نہیں تو کیا کھانے والے کو بھی فائدہ نہیں ہے؟

باب دوم

اس باب میں احادیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوگا کہ حضور ﷺ سے صحابہ کرام نے سوال کیا کہ ہم اپنے فوت ہو جانے والے مسلمانوں کے لیے خیرات کریں یا نہیں؟ آپ نے فرمایا تم ان کے لیے خیرات کرو انہیں تمہاری مالی عبادت کا ثواب پہنچے گا اور انہیں نفع دیگا تو صحابہ کرام نے اس پر عمل کیا۔ اس بارے میں کچھ دلائل ملاحظہ ہوں

دلیل نمبر ا۔ ابوداؤد شریف، نسائی شریف اور مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۹ میں ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ کی والدہ فوت ہو گئیں تو انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ (میری) والدہ فوت ہو گئیں ہیں (اس) کے ایصال ثواب کے لیے بہترین خیرات کونسی ہوگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا (اَلْمَاءُ) پانی حضرت سعد نے کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ سعد کی ماں کا کنواں ہے۔ وہابیوں کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے سعد بن معاذ کا نام لکھا ہے اور اس حدیث کو ایصال ثواب والی خیرات کے لیے سند بنایا ہے (صراط مستقیم ص ۱۱۰) سرکار نے پانی فرما کر دریا کو کوزے میں بند کر دیا معلوم ہوا ایصال ثواب وغیرہ کی نیت سے مجازی طور پر غیر اللہ کی طرف کسی چیز کو نامزد کرنا جائز ہے۔ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ۔ اس کی نص ہے صحابہ کرام، تابعین اور بعد میں آنے والے اس نامزدگی کو خلاف اسلام نہیں کہتے لہٰذا ایصال ثواب کی خیراتوں پر نامزدگی اسی پر محمول ہے۔ بعض لوگ یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ اگر کسی چیز پر کسی غیر کا نام آجائے تو وہ چیز حرام ہو جاتی ہے اگر یہ شبہ زرہ بھر بھی صحیح ہوتا تو حضرت سعد صحابی کنویں کو اپنی ماں کی نسبت کبھی نہ دیتے اس دنیا کا نظام اسی نسبت کی وجہ سے قائم ہے ارض اللہ، پر غیر کا نام وملکیت اور اسی طرح مال ومتاع گویا کہ دنیا کی ہر چیز غیر اللہ کے نام سے عرفاً منسوب ہے اگر اس شبہ کو تسلیم کر لیا جائے تو غیر اللہ سے منسوب شدہ تمام اشیا حرام ہو جائیں گی یہانتک کہ بیوی پر شوہر کا نام آتا ہے۔ وہ بھی پھر شوہر پر حرام ہو؟ حالانکہ

ایسا نہیں ہے تو ثابت ہو گیا کہ یہ شبہ بالکل باطل اور غلط ہے جو جاہل لوگوں کا ساختہ پرداختہ ہے۔ سرکار نے پانی اس لیے فرمایا کہ یا تو اس وقت پانی کی قلت ہو گی یا گرمی کا موسم ہو گا اور پانی کی سخت ضرورت ہو گی یا اس لئے فرمایا کہ پانی ہر شئے کا اصل ہے جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندہ کیا۔ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيًّا۔

دلیل نمبر ۲۔ بخاری شریف ج ا ص ۳۸۶، مسلم شریف ج ۲ ص ۴۱، ابو داؤد ص ۳۹۸، مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۲، میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے بارگاہ رحمۃ للعالمین ﷺ میں عرض کیا کہ میری ماں اچانک فوت ہو گئی ہے، مجھے خیال ہے کہ اگر بول سکتی تو خیرات کرتی یا کرنے کا حکم دیتی اب میں اس کی طرف سے خیرات کروں تو کیا اس کو اجر و ثواب ملے گا؟ رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا۔ ہاں۔ یعنی اسے ثواب ضرور ملے گا۔ شیخ محقق شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۶۹ ولمعات علی مشکوٰۃ ص ۱۷۲ حاشیہ ۶ اور نواب قطب الدین دہلوی نے مظاہر حق ج ۲ ص ۳۴۸ میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ ثواب صدقہ و خیرات (قل خوانی و چہلم سالیانہ و جمعرات) کا میت کو پہنچتا ہے اور اس طرح دعا اور استغفار بھی میت کے لیے مفید ہے مذہب اہلسنّت و جماعت کا یہی ہے۔

لیل نمبر ۳۔ بخاری شریف ج ا ص ۳۸۶، ابو داؤد شریف ص ۳۹۹ میں حضرت ابن عباس سے ایک روایت ہے کہ ایک صحابی سعد بن عبادہ نے بارگاہ رحمۃ للعالمین ﷺ میں عرض کیا کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے اور میں اس وقت موجود نہ تھا اگر میں اس کی طرف سے خیرات کروں تو اس کو نفع ملے گا؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ تو اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ گواہ ہو جائیں میں نے اپنا مِخْرَاف والا باغ اپنی ماں کی طرف سے خیرات کر دیا ہے۔ مخراف اس جگہ کا نام ہے جہاں وہ باغ واقع تھا اس میں پھل فروٹ وغیرہ ہر روز اور ہر وقت خیرات کرنے کا ثبوت ہے۔

دلیل نمبر ۴۔ ابو داؤد شریف ص ۳۹۹ حاشیہ نمبر ۲ میں مرقوم ہے کہ جو خیرات میت کی

طرف سے کی جائے اس کو اس کا ثواب پہنچتا ہے اور خیرات اس کو نفع دیتی ہے الخیر الجاری شرح بخاری اور الکوکب الدراری شرح بخاری میں ہے کہ تلاوت قرآن کا ثواب بھی فوت شدہ کو پہنچتا ہے اس حدیث میں میت کی طرف سے صدقہ وخیرات کرنے کا جواز واستحباب موجود ہے اور ثواب کا پہنچنا و نفع دینا ثابت ہوا اور ظاہر ہے کہ خیرات کرنے والے کو بھی ثواب ملتا ہے اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے حدیث شریف میں ہے کہ خیرات کرنا اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھا دیتا ہے اور دردناک موت کو دور کرتا ہے

(ترمذی، مشکوٰۃ باب فضل الصدقۃ ص ۱۶۸)

دلیل نمبر ۵۔ترمذی شریف اور مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۸ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پُرنور رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا جو فوت ہو۔ اور اس پر ماہ رمضان کے روزے ہوں تو اس کی طرف سے ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔ ظاہر ہے کہ اس کھانا کھلانے کا ثواب فوت ہونے والے کو ملے گا اگر ثواب نہ ملتا تو حضور ﷺ اس کا حکم کبھی نہ دیتے۔

دلیل نمبر ۶۔امام بخاری متوفی ۲۵۶ھ حضرت سعد بن عبادہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا میری ماں ایک منت چھوڑ کر فوت ہو گئی ہیں میں اسے ادا کر دوں آپ نے فرمایا ''اَقْضِهِ عَنْهَا'' تم ان کی طرف سے پورا کردو (بخاری ج ۱ ص ۳۸۷)

منت پوری کرنے کا ثواب سعد کی ماں کو نہ ملتا تو آپ اسے پورا کرنے کا حکم ہرگز نہ دیتے۔ قبر والوں کو ثواب ملتا ہے اس لیے آپ نے یہ حکم دیا تھا۔

دلیل نمبر ۷۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۳۸۷ پر امام بخاری نے ایک باب قائم کیا ہے جس کا عنوان ہے۔ بَابُ مَا يُسْتَحِبُّ لِمَنْ يَتَوَفّٰى فُجَاءَةً اَنْ يَّتَصَدَّقُوْا عَنْهُ۔ یعنی اچانک فوت ہونے والوں کی طرف سے خیرات کرنا مستحب ہے اس باب سے ثابت ہوا کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ ایصال ثواب کی خیراتوں والی حدیثوں پر عمل کرتے تھے۔ اس لئے انہوں نے یہ باب قائم کیا۔

دلیل نمبر ۸۔امام طبرانی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔صدقہ وخیرات قبروں کی حرارت بجھاتا ہے بہتر ہے کہ حرارت کا بجھانا دفن سے پہلے ہو۔(الاصابہ ص ۷) یعنی دفن سے پہلے بھی خیرات کردی جائے۔

دلیل نمبر ۹۔حضور پرُنور ﷺ نے فرمایا قبر کی پہلی رات سخت ہوتی ہے صدقہ کر کے...... اپنے مرنے والوں پر رحم کرو (الاصابہ ص ۷) اس سے قبر کی سختی دور ہوگی۔

دلیل نمبر ۱۰۔صاحب زادالآخرۃ فصل پنجم میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا موت فزع (گھبراہٹ) ہے لہٰذا میت کے لیے قبل دفن خیرات کرواور اسکا ثواب اسے بخشو (شرح برزخ،الاصابہ ص ۸) دفن سے پہلے خیرات کرنا بھی جائز ہوا۔

دلیل نمبر ۱۱۔حضور ﷺ نے فرمایا صدقہ وخیرات قبر کی گرمی کو ختم کردیتے ہیں اور صاحب قبر کو نفع پہنچاتے ہیں اگرچہ (خیرات) گوشت کا ٹکڑا ہو (الاصابہ ص ۸)

دلیل نمبر ۱۲۔حضور ﷺ نے فرمایا فوت ہونے والے کے لیے اس کے دفن ہونے سے قبل خیرات کرو اگرچہ کھجور ہی ہو۔(الاصابہ ص ۸)

دلیل نمبر ۱۳۔حضور ﷺ نے فرمایا دفن سے قبل اپنے فوت ہونے والوں کے لیے خیرات کروتا کہ اللہ پاک انہیں (قبر میں) نجات دیدے (الاصابہ ص ۸)

دلیل نمبر ۱۴۔سیدالعالمین ﷺ نے فرمایا۔اپنے فوت ہونے والوں کے دفن ہونے سے قبل صدقہ دے دیا کروتا کہ وہ عذاب دینے والے ملائکہ کے ہاتھوں سے بچنے کا سامان بن جائے (شرح برزخ،الاصابہ ص ۸) خیرات کا ایک فائدہ یہ بھی ہے۔

دلیل نمبر ۱۵۔امام بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے حضرت عاصم بن کلیب سے روایت کی ہے کہ وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی نے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں گئے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ قبر پر بیٹھ کر قبر کھودنے والے کو وصیت فرمارہے تھے کہ قبر پیروں کی جانب سے کھلی کرو،سر کی طرف سے کھلی کرو جب واپس لوٹے تو مرحوم کی بیوی نے بلوایا آپ ادھر چلے اور ہم بھی آپ کے

ساتھ تھے پس کھانا لایا گیا، آپ نے ایک لقمہ کھایا اور لوگ بھی کھانے لگے ہم نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا کہ لقمے کو دہن اقدس میں پھیر رہے ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ میں ایسی بکری کا گوشت محسوس کرتا ہوں جو مالک کی اجازت کے بغیر لائی گئی ہے۔ مرحوم کی بیوی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ میں نے ایک آدمی کو نقیع والی منڈی کی طرف بکری خریدنے کے لیے بھیجا لیکن بکری نہ ملی پھر میں نے ہمسائے کے پاس بھیجا جس نے بکری خریدی تھی وہ بھی نہ ملا تو اس کی بیوی نے یہ بکری میرے پاس بھیج دی آپ نے فرمایا یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو۔ (دلائل النبوۃ ج ٦ ص ۳۱۰، مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۴)

پس ظاہراً حضرت کو بطور ہدیہ کے اور آپ کے ہمراہیوں کو بطور صدقے کے اکتساب ثواب (ثواب حاصل کرنے کے لیے) کے لیے کھلایا ہو۔ (مظاہر حق ج ۵ ص ٤٦)

دلیل نمبر ١٦۔ بخاری شریف ج ا ص ۳۸۴ پر امام بخاری نے حضرت امام حسن بصری کے حوالے سے لکھا ہے آپ فرماتے تھے فوت ہونے والے کا دنیا کا آخری دن اور آخرۃ کا پہلا دن صدقہ وخیرات کیلئے بہت بہتر ہے وہ اس کا زیادہ حق دار ہے بخاری کے بعض نسخوں میں احق ما یتصدق کی بجائے تصدق ماضی کا صیغہ التصدق سے ہے (حاشیہ بخاری شریف) شارح بخاری علامہ کرمانی نے بھی خیرات والا معنی لیا ہے (وجیز الصراط ص ۳۵۔ طبع قدیم)

دلیل نمبر ١٧۔ امام مسلم قشیری متوفی ۲۶۱ھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ ایک آدمی حضور پُر نور ﷺ سے پوچھنے لگا میرا والد بہت مال چھوڑ کر فوت ہو گیا ہے اور وصیت بھی نہیں کر گیا اگر میں اس کی طرف سے خیرات کروں تو کیا وہ اس کے لیے کفارہ بن جائے گی۔ فقال نعم۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ (مسلم شریف ج ۲ ص ۴۱)

دلیل نمبر ١٨۔ امام نووی متوفی ٦٧٦ھ۔ فرماتے ہیں اس حدیث سے فوت ہونے والے کی طرف سے صدقہ خیرات کرنے کا جواز واستحباب ثابت ہوتا ہے خیرات کا ثواب مرنے والے اور خیرات کرنیوالے کو نفع دیتا ہے۔ وَھٰذَا کُلُّہٗ اَجْمَعَ عَلَیْہِ الْمُسْلِمُوْنَ۔ اور ان تمام چیزوں پر مسلمانوں کا اجماع واقع ہو چکا ہے (شرح نووی علی المسلم ج ۲ ص ۴۱)

دلیل نمبر ۱۹۔ امام ابوداؤد متوفی ۵ ۷ ۲ھ عمرو بن شعیب سے وہ اپنے والد ماجد سے ان کے جد امجد سے روایت کی ہے کہ عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کر دیئے جائیں اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیئے اور اس کے دوسرے بیٹے عمرو نے باقی پچاس غلام آزاد کرنیکا ارادہ کیا اور کہا کہ جب تک حضور پُرنور ﷺ سے پوچھ نہ لوں آزاد نہ کروں گا تو وہ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ ﷺ میرے باپ نے وصیت کی اس کی طرف سے سو غلام آزاد کر دیئے جائیں ہشام نے ان کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیئے ہیں اور باقی پچاس رہتے ہیں میں ان کی طرف سے آزاد کر دوں۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّهٗ لَوْكَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْحَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهٗ ذٰلِكَ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اگر وہ مسلمان ہوتا تو تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ خیرات دیتے یا اس کی طرف سے حج کرتے تو اسے ثواب پہنچ جاتا (مشکوٰۃ شریف عربی ص ۲۶۶)

اس حدیث میں ایک سوال کے حضور شافع یوم النشور ﷺ نے تین جواب عطا فرمائے ہیں (۱) غلام آزاد کرو (۲) صدقہ خیرات کرو (۳) حج کرو۔ تینوں کا ثواب مسلمان فوت ہونے والے کو مل جاتا ہے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کو ثواب ملتا ہے۔

دلیل نمبر ۲۰۔ مسلم شریف میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایسا سینگوں والا دنبہ لانے کا حکم دیا جو سیاہی میں چلتا ہو، سیاہی میں دیکھتا ہو، سیاہی میں بیٹھتا ہو، جب ایسا دنبہ آپ کی قربانی کے لیے لایا گیا تو آپ نے فرمایا عائشہ چھری تیز کر کے لاؤ میں نے چھری تیز کر دی آپ نے دنبہ پکڑ کر لٹایا پھر اسے ذبح کرنا چاہا تو فرمایا۔ بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ۔

اللہ کے نام سے شروع اے اللہ، محمد وآل محمد وامت محمد سے قبول فرما پھر اسے پکوا کر تقسیم کر دیا (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۷)۔ اگر آل رسول وامت رسول ﷺ کو ثواب نہ ملتا تو آپ یہ دعا ہرگز نہ مانگتے۔

دلیل نمبر ۲۱۔ احمد، ابوداؤد ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن دو چتکبرے خصی سینگ والے مینڈھے ذبح فرمائے انہیں قربانی کے لیے قبلہ رخ لٹانے سے پہلے یہ دعا پڑھی۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِہٖ بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ پڑھ کر ذبح فرمایا (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۸) حضور ﷺ نے اس قربانی میں اپنی امت کو شامل فرما کر ثواب سے سرفراز کیا۔

دلیل نمبر ۲۲۔ احمد، ابوداؤد، ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ذبح کرتے ہوئے، بِسْمِ اللّٰہِ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، پڑھ کر فرمایا، اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ۔ یا اللہ یہ قربانی میری اور میری امت کے اس آدمی کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۸)

محقق علی الاطلاق حضرت امام شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ساری آل وامت کو اپنی قربانی میں ثواب دینے کے لیے شامل فرما لیا تھا آپ ﷺ کا امت پر بہت بڑا فضل وکرم ہے کہ آپ نے اپنی عبادت کے ثواب میں اسے شامل فرما لیا ہے۔ جَزَاہُ اللّٰہُ عَنَّا اَفْضَلَ مَاجَزَا نَبِیَّنَا عَنْ اُمَّتِہٖ (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۶۰۸ ومظاہر حق) امام طیبی فرماتے ہیں یہ مشارکت فی الثواب ہے (حاشیہ مشکوٰۃ) مالی عبادت کا ثواب ایسے لوگوں کو پہنچانا جو ابھی پیدا نہیں ہوئے قربانی کی مندرجہ بالا حدیثوں کی رو سے درست ہے۔ قربانی کی حدیثوں سے معلوم ہوا اہل نصاب پر قربانی ہر جگہ واجب ہے (۲) ایصال ثواب عبادت بدنی و مالی کا ہر مسلمان کو کیا جاسکتا ہے (۳) ایصال ثواب والی اشیاء کو سامنے رکھ کر دعا کرنا سنت رسول کریم ﷺ ہے۔

دلیل نمبر ۲۳۔ امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت حنش سے روایت کی کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو مینڈھوں کی قربانی کرتے دیکھ کر معلوم کیا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں ان کی طرف سے قربانی کروں لہٰذا میں آپ

کی طرف سے قربانی کرتا ہوں (مشکوۃ شریف ص ۱۲۸) علماء فرماتے ہیں اگر اہل قبور کو قربانی کا ثواب نہ ملتا تو سرکار یہ حکم کبھی نہ دیتے (ملخصا، اشعت اللمعات ج ۱ ص ۶۱۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا (۱) مرحوم کی طرف سے قربانی دینا جائز ہے (۲) قربانی کا ثواب اہل قبور تک پہنچتا ہے (۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی دینی چاہیے (۴) جانور کو غیر اللہ کے نام سے نامزد کرنا جائز ہے۔

قارئین گرامی! آپ نے مندرجہ بالا حدیثوں کو پڑھ لیا ہے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وصال پانے والے مسلمان کے لیے اس کے ورثا خیرات کریں۔ غلام آزاد کریں یا اس کی طرف سے حج وعمرہ کریں یا انہیں اپنی قربانیوں کے ثواب میں شامل کریں تو انہیں ثواب ملتا ہے، انہیں فائدہ ہوتا ہے اور ان کی گھبراہٹ دور ہوتی ہے وہ سکون حاصل کرتے ہیں لہذا قل خوانی والی خیرات ان کے لیے مفید ہے ایصال ثواب کی خیراتوں پر تنقید کرنا اور یہ کہنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خیرات نہیں کی، صحابہ کرام نے یہ خیرات نہیں کی یہ بہت بڑا بہتان اور افترا ہے۔ اس افترا اور بہتان کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے ایسے منکر کے لیے یہ شعر پڑھیں۔

چہرۂ بے نور پر داڑھی کے اضافے کو نہ دیکھ
خط کا مضمون پڑھ لفافے کو نہ دیکھ

باب سوم

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد بار خیرات کرنے کا حکم دیا ہے پارہ ۴ کی پہلی آیت کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔تم ہرگز نہ پاسکو گے نیکی یہاں تک کہ خیرات کرو اس چیز سے جسے تم پسند کرتے ہو۔البقرہ آیت ۲۷۴ کے ترجمہ کو دیکھیں۔جولوگ اپنے مال رات دن پوشیدہ اور ظاہر (اللہ تعالیٰ) کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو ان کے لیے ان کا ثواب ہے ان کے رب کے پاس اور ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ان آیات میں ایصال ثواب کی خیراتیں بھی شامل ہیں حضور پُرنور ﷺ نے اپنے غلاموں کو صدقہ وخیرات کرنے کی خوب ترغیب دلائی ہے آپ نے فرمایا صدقہ غضب الٰہی کو دور کرتا ہے،صدقہ بلاؤں کو رد کرتا ہے، صدقہ قبر کی حرارت وگرمی کو ٹھنڈا کرتا ہے۔(الحدیث) جولوگ اللہ تعالیٰ کے نام کی اس خیرات کو بند کرنے پر تلے ہوئے ہیں ان کے دل خوف خدا اور شرم نبی پاک ﷺ سے خالی ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (ترجمہ) اے ایمان والو (اللہ کی راہ میں) اپنی کمائی ہوئی پسندیدہ چیزیں خرچ کرو،یعنی ان میں سے خیرات کرو اس سے اگلی آیات ہے۔ اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ (البقرہ:۲۶۸) شیطان تمہیں ڈراتا ہے تنگدستی سے اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا۔مندرجہ بالا آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ خیرات کرنا رحمان کا حکم ہے اور خیرات نہ کرنا شیطان کا حکم ہے علماء اہلسنّت خیرات کرنے کی رغبت دلا کر مسلمانوں کو رحمان کے راستے پر چلانا چاہتے ہیں جبکہ اس خیرات پر پابندی لگانے والے اور طرح طرح کے حیلے بنانے والے،مسلمانوں کو بھٹکانے والے شیطان کے راستے پر چلانے والے ہوئے۔پناہ خدا

سات دن خیرات اور اس کی وجہ

بخاری شریف ج ۱ ص ۱۸ پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور

ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی ہے کہ۔ اِنَّکُمْ تُفْتَنُوْنَ فِیْ قُبُوْرِکُمْ۔ تم اپنی قبروں میں آزمائے جاؤ گے (مسلم ج ۱ ص ۲۱۷)

امام جلال الملۃ والدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۹۱۱ھ نے سید التابعین حضرت طاؤس اور خیر التابعین حضرت عبید بن عمیر اور امام مجاہد سے فتنہ قبر کی روایات کو مرسل کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے۔ امام طاؤس کی روایت ہے کہ مرنے والا قبر میں سات دن ابتلاء و آزمائش میں ہوتا ہے۔ فَکَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ یُّطْعَمَ عَنْھُمْ تِلْکَ الْاَیَّامِ۔ صحابہ کرام ان دنوں میں اس کی طرف سے کھانا کھلانا مستحب جانتے تھے۔

(الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۲۱۵ وص ۲۱۶ شرح الصدور عربی ص ۵۷ وجیز الصراط ص ۶۰)

شیخ المحدثین حضرت شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۵۲ھ فرماتے ہیں مستحب ہے کہ فوت ہو جانے والے کی طرف سے سات دن خیرات کی جائے اس سے قبر والے کو فائدہ پہنچتا ہے اس میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں اس مسئلہ کے ثبوت کے لیے خصوصاً احادیث صحیحہ موجود ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۷۱۶)

نواب قطب الدین احراری ممدوح دیوبند نے لکھا ہے کہ مستحب ہے کہ دیا جائے میت کی طرف سے بعد مرنے کے سات دن تک (طعام) (مظاہر حق ج ۱ ص ۸۲)

شرح برزخ میں ابن مالک سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میت پر پہلی رات بہت سخت ہوتی ہے اس کی طرف سے صدقہ و خیرات کیا کرو اور چاہیے کہ سات دن خیرات کرتے رہو اور کہا گیا ہے کہ چالیس روز تک کھانا تقسیم کیا جائے کیونکہ میت ان ایام میں اپنے گھر کی طرف متوجہ رہتی ہے۔ (وجیز الصراط ص ۶۰)

شاہ رفیع الدین دہلوی فرماتے ہیں، در خبر است از تابعین کرام کَانَ السَّلَفُ یُحِبُّوْنَ الْاِطْعَامَ عَنِ الْمَیِّتِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا۔ و شواھد ایں بسیار است (فتاویٰ شاہ رفیع الدین ص ۸) یعنی تابعین کرام سے مروی ہے کہ صحابہ کرام میت کی طرف سے ۴۰ دن روٹی دینا پسند کرتے تھے اور اس کی بہت شہادتیں ہیں۔

کتاب العقائد وشرح عقائد نسفی ص ۱۱۸ و نبراس ص ۵۷۹ و اشعۃ المعات ج ۱ ص ۱۲۱، اور تہذیب العقائد ص ۱۱۲ پر ہے۔ وَفِیْ دُعَاءِ الْاَحْیَاءِ لِلْاَمْوَاتِ وَصَدَقَتِهِمْ عَنْهُمْ نَفْعٌ لَّهُمْ۔ اور دعا کرنا زندوں کا مردوں کے لیے اور ان کی طرف سے خیرات کرنا انہیں نفع دیتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو زندوں و مردوں کیلئے نافع بنا دیا ہے۔

امام اسماعیل حقی متوفی ۱۱۳۷ھ فرماتے ہیں بیشک دعا و استغفار میت کو نفع دیتے ہیں اور عبادت بدنی و مالی جیسے صدقہ وخیرات اور غلام آزاد کرنا ونفل نماز وروزہ وحج اور تلاوت کلام پاک کا ثواب (مؤمن مردوں کو) پہنچتا ہے (روح البیان ج ۳ ص ۴۹۹)

مندرجہ بالا حوالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرام تابعین تبع تابعین محدثین مفسرین ائمہ اسلام اولیاء کرام فقہاء ملت واقفان شریعت اور تمام مسلمانان عرب و عجم ایصال ثواب کی خیرات کرتے تھے اسے ہندوانہ رسم ورواج سے تعبیر کرنا اسلام اور مسلمانوں سے منہ موڑ کر جہنم میں گھر بنانا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ اور جو مخالفت کرے رسول کی اس کے بعد کہ روشن ہو گیا اس کے لیے سیدھا راستہ اور وہ چلے مسلمان کی راہ کے خلاف، تو اسی طرف ہم اسے پھیر دیں گے۔ جدھر وہ پھرا، اور پہنچائیں گے اسے جہنم میں اور وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے (النساء آیت ۱۱۵)

تیجہ، دسواں، چہلم

امام کعبہ علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ اپنے فتاوی میں ارقام فرماتے ہیں۔ کَانَ یَوْمُ الثَّالِثِ مِنْ وَفَاتِ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مُحَمَّدٍ ﷺ جَاءَ اَبُوْذَرٍ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ وَمَعَهٗ تَمَرَةٌ یَابِسَةٌ وَلَبَنُ النَّاقَةِ وَخُبْزُ الشَّعِیْرِ فَوَضَعَهَا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ، فَقَرَاَ النَّبِیُّ ﷺ عَلَیْهَا الْفَاتِحَةَ مَرَّةً وَسُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ ثَلَاثَ مَرَّةً وَقَرَاَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَنْتَ لَهَا اَهْلٌ وَهُوَلَهَا اَهْلٌ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْهِ وَمَسَحَ عَلٰی وَجْهِهٖ فَاَمَرَ اَبَا ذَرٍّ اَنْ یُّقَسِّمَهَا وَثَوَابُ هٰذِهِ الْاَطْعِمَةِ لِابْنِیْ اِبْرَاهِیْمَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (الحبیب ربیع الثانی ۱۳۸۳ ص ۲۲)

(ترجمہ) حضرت سیدنا ابراہیم بن محمد ﷺ کی وفات کا تیسرا دن تھا۔ حضرت ابوذر غفاری

رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے پاس چھوہارے، اونٹنی کا دودھ اور جو کی روٹی تھی انہوں نے ان چیزوں کو سرکار کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے ان پر ایک بار سورہ فاتحہ، تین بار سورہ اخلاص اور ایک بار درود شریف پڑھ کر دعا فرمائی ہاتھ مبارک منہ پر پھیرنے کے بعد ابوذر کو حکم دیا کہ ختم والی چیزوں کو تقسیم کر دیں۔ ان کا ثواب میرے فرزند ابراہیم کو پہنچے۔ حدیث شریف پر غور کریں (۱) تیسرے دن ختم ہوا (۲) طعام سامنے رکھا گیا (۳) اُس پر قرآن و درود پڑھا گیا (۴) ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی گئی (۵) دعا والے ہاتھ منہ پر پھیرے گئے (۶) ختم والا کھانا تقسیم کیا گیا (۷) اس کا ثواب مرحوم کو بخشا گیا یہ ہے رسول اللہ ﷺ کا عمل جس پر آج تک مسلمان عمل کر رہے ہیں اور نام نہاد کلمہ پڑھنے والے حرام وغیرہ کے فتوے لگا کر رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کر کے ان سے اپنی راہ الگ بنا رہے ہیں۔ بزرگوں نے اس کا نام فاتحہ یا قل خوانی رکھ دیا ہے اس نام سے قرآن و حدیث نے منع نہیں کیا اور نہ ہی اس نام رکھنے کی کوئی ممانعت آئی ہے۔

۲:۔ مجموعۃ الروایات حاشیہ خزانۃ الروایات میں ہے۔ حضور پُرنور ﷺ سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کیلئے تیسرے، دسویں، چالیسویں دن اور چھٹے مہینے اور سال کے بعد صدقہ دیا کرتے تھے (معمولات اہلسنّت ص ۲۵۱)

۳:۔ حضور پُرنور ﷺ نے فرمایا مومن پر چالیس روز تک زمین کے وہ ٹکڑے جن پر وہ عبادت کرتا تھا اور آسمان کے وہ دروازے جن سے اس کے عمل چڑھتے تھے اور جن دروازوں سے اس کی روزی اترتی تھی روتے رہتے ہیں۔ (شرح الصدور عربی ص ۲۴)

علماء کرام نے مندرجہ بالا روایات کی رُو سے تیجے، دسویں اور چہلم کو مستحسن سمجھ کر ایصال ثواب کرنے کا حکم دیا ہے اور اس پر مسلمانوں کا اجماع ہو گیا ہے۔ خیرات کے بعد چھڑی کا کمال ملاحظہ ہو۔ یعنی خیراتیں بھی فائدہ دیتی ہیں اور چھڑی بھی۔

چھڑی میں برکت

امام ابن ابی شیبہ اور امام بخاری و امام مسلم حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں

کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس آئے، آپ نے قبر والوں کو عذاب میں پایا۔ فرمایا ان پر کسی بڑے گناہوں سے عذاب نہیں ہو رہا بلکہ ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا دوسرا چغل خوری کرتا تھا پھر آپ نے ایک تر شاخ منگوائی اس کے دو ٹکڑے کیے اور دونوں قبروں پر لگا دیئے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا جب تک یہ خشک نہ ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کے عذاب میں کمی فرما دے گا۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۸۲) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ (۱) حضور پُرنور ﷺ وہ سب کچھ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے (۲) آپ کی غیب والی خبروں پر ایمان لانا ضروری ہے (۳) قبر پر تر چیزیں رکھنا سنت ہے۔ (۴) ذکر اللہ سے زمین والی قبر سے عذاب دفع ہوتا ہے (۵) میت زمین والی قبر میں ہوتی ہے۔ (۶) قبر والے مومن کو زندہ مومن فائدہ پہنچا سکتے ہیں (۷) عذاب قبر حق ہے اس کا منکر فرمان رسول ﷺ کا منکر ہے (۸) رنج و راحت زمین والی قبر سے وابستہ ہے۔ امام الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں خوشبو کی چیز قبر پر رکھنے سے میت کو سرور ہوتا ہے (فتاوی عزیزی اردو ص ۱۷۳) جب تر چیز اور خوشبو، پھول وغیرہ قبر پر رکھنے سے صاحب قبر کو خوشی ہوتی ہے تو قرآن مجید پڑھنے قل خوانی و اذان دینے اور ذکر کرنے سے اسے جس قدر خوشی ہوتی ہوگی اس کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟

ایک طویل حدیث میں آتا ہے کہ حضور پرنور ﷺ دوران سفر، دو قبروں سے گزرے پھر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ سبز ٹہنیاں ان قبروں پر رکھ دو چنانچہ انہوں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور عرض کیا مجھے آپ نے یہ حکم کیوں دیا تھا؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ مَرَرْتُ بِقَبْرَیْنِ یُعَذَّبَانِ فَاَحْبَبْتُ بِشَفَاعَتِیْ اَنْ یُّرْفَعَ ذٰلِكَ عَنْهُمَا مَا دَامَ الْغُصْنَانِ رَطْبَیْنِ۔ میں عذاب والی دو قبروں سے گزرا ہوں تو میں نے ان کے لیے اپنی شفاعت کو پسند کیا ہے تا کہ ان سے سبز ٹہنیوں کے رہنے تک عذاب اٹھا لیا جائے۔ (البدایۃ والنہایہ ج ۶ ص ۹۶) اس حدیث پر غور کرنے سے بہت سارے مسئلے حل ہو جاتے ہیں۔

باب چہارم

اس باب میں وہابیوں یعنی دیوبندیوں کی کتابوں سے ایصال ثواب والی خیرات اور فاتحہ اور مزارات پر جانے اور اولیاء اللہ کا واسطہ و، وسیلہ پیش کر کے اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔

دلیل نمبر ا۔ دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے مشترکہ امام مولوی محمد اسمٰعیل نے اہلسنّت کے اس عمل خیر کی تائید و تصدیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ زندہ ایسا کام کرے کہ مردے کو نفع پہنچانا اس سے مقصود ہو پیغمبر خدا ﷺ کی حدیث میں زیادہ ظاہر اور مشہور طریقہ دعا ہی ہے پس اگر اموات کے حق میں قبروں کے روبرو یا ان سے غیبت کے وقت میں جو دعائیں آنحضرت ﷺ سے ثابت ہوئی ہیں اگر اسی طرح کی جائیں تو وہ دوسرے طریقوں سے بہتر ہیں مثلاً آنحضرت ﷺ شب برات کسی کو اطلاع دینے اور جتلانے کے بغیر بقیع میں تشریف لے جاتے اور دعا کرتے اور صحابہ میں سے کسی کو امر نہ فرماتے کہ اس رات قبروں پر جا کر دعا کرنی چاہیے چہ جائیکہ آپ نے تاکید کی ہو پس اگر اب کوئی شخص پیغمبر خدا ﷺ کی متابعت کے واسطے شب برات کو صلحا کا مجمع کر کے کسی مقبرہ میں بہت ساری دعائیں کرے تو آنجناب کی مخالفت کے باعث اسے ملامت نہیں کر سکتے۔ لیکن دعا کے سوا اور صورتیں (بھی ہیں) پس ان میں سے (۱) ایک تو کنواں کھودنا مروی ہے آگے سعد والی حدیث ہے۔ (۲) دوم جمعہ کے دن والدین کی قبر پر جا کر سورۃ یٰسین پڑھنا وارد ہوا ہے اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان کی وفات کے بعد غلام آزاد کیے اور باقی عبادتوں (قل خوانی و جمعرات وغیرہ) کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے پس جو عبادت کہ مسلمان سے ادا ہو اس کا ثواب کسی فوت شدہ کی روح کو پہنچائے اور جناب الٰہی میں دعا کرنا اس کے پہنچانے کا طریق ہے اور

یہ بہت بہتر اور مستحسن طریقہ ہے اور وہ شخص کہ جس کے روح کو ثواب پہنچا رہا ہے اگر اس کے حقداروں میں سے ہے اس کے حق کے برابر اس ثواب پہنچانے کی خوبی بہت زیادہ ہو گی پس امور مروجہ یعنی اموات کے فاتحوں اور عرسوں اور نذر و نیاز سے اس قدر امر کی خوبی میں کچھ شک وشبہ نہیں۔ (صراط مستقیم ص ۱۰۳ وص ۱۰۴)

دلیل نمبر ۲۔ نیز دہلوی صاحب نے لکھا۔ طالب کو چاہیے کہ پہلے باوضو دوزانو بطور نماز بیٹھ کر اس طریقہ کے بزرگوں یعنی حضرت معین الدین سجزی اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہ حضرات کے نام کا فاتحہ پڑھ کر بارگاہ خداوندی میں ان بزرگوں کے توسط اور وسیلہ سے التجا کرے۔ (صراط مستقیم ص ۱۹۱ مطبوعہ سراج دین لاہور) یعنی جس کی فاتحہ ہو گی اس کا نام لیں گے۔ نام لینے سے وہ چیز حرام نہیں ہوتی۔

دلیل نمبر ۳۔ حاجی امداد اللہ پیر و مرشد علماء دیو بند نے کلیات امدادیہ ص ۶ پر لکھا ہے کہ پیر کو چاہئے کہ ارواح مشائخ کے فاتحہ اور، ادائے ختم کے بعد متواتر تین روزوں کا حکم دے۔

دلیل نمبر ۴۔ کلیات امدادیہ ص ۱۰ پر ہے کہ ایک دفعہ کلمہ شہادت پڑھ کر درود واستغفار گیارہ گیارہ بار پڑھے اور مشائخ سلسلہ کی ارواح پر حضور قلب سے ایصال ثواب کرے۔

دلیل نمبر ۵۔ کلیات امدادیہ ص ۱۰ کے لفظ ایصال پر حاشیہ نمبر ۵ میں دیو بندی شہید نے لکھا ہے کیونکہ ایصال ثواب ایک ایسا عمل ہے جس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اس سے تعلق اور محبت پیدا ہو جاتی ہے اس ایصال سے اس کا قلب فیوضات مشائخ کا مہبط ہو جائے گا جس سے اپنے مقصود میں کامیابی کی زائد توقع ہے۔ یہ ہے ایصال ثواب کا فائدہ۔

دلیل نمبر ۶۔ کلیات امدادیہ ص ۱۰ کی آخری سطر ملاحظہ فرمائیں! ذکر کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ وحضرات طریقت کی ارواح مقدسہ کو ایصال ثواب کرے اور فاتحہ پڑھے اور نذر دے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ نذر دینا بھی ایصال ثواب ہے۔

قارئین اس عبارت میں ''نذر دے'' پر خاص توجہ فرمائیں علمائے دیو بند اور وہابیوں کے پیر روشن ضمیر نے نذر کا مسئلہ بھی حل کر دیا ہے اور نذر کو جائز قرار دے دیا ہے۔

دلیل نمبر ۷۔کلیات امدادیہ ص ۵۳ پر لکھا کہ پہلے قبر کے پاس بیٹھ کر میت پر فاتحہ پڑھے۔ اس سے روشن ہو گیا کہ قبروں پر جا کر بھی فاتحہ پڑھنا درست ہے۔

دلیل نمبر ۸۔کلیات امدادیہ ص ۵۷ پر لکھا ہے کہ اعوذ، بسم اللہ اور معوذتین اور کلمہ تمجید پڑھ کر مرشد کے واسطے سے مشائخ طریقت کی مقدس روحوں سے مدد مانگ کر خلوت میں آجائے ...... اور ہادی عالم ﷺ کی روح اطہر پر فاتحہ پڑھے اور حضور ﷺ کی روحانیت سے استقامت حاصل ہونے میں مدد مانگے۔

قارئین غور کریں ص ۵۷ کی اس عبارت نے منکروں کو مشائخ کی ارواح سے مدد مانگنے اور سرکار ﷺ کی روحانیت سے مدد مانگنے کا حکم دیا ہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانگیں قیامت میں اگر مان گیا

دلیل نمبر ۹۔کلیات امدادیہ ص ۷۲ و ۷۳ پر لکھا کہ نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں اس میں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے۔ اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی اور مصلحت باعث تقیید، ہیئت کذائیہ (موجودہ شکل وصورت) ہے تو کچھ حرج نہیں...... اور گیارہویں حضرت غوث اعظم پاک قدس سرہ کی، دسویں، بیسواں، چہلم، ششماہی، سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق رودلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ و حلوائے شب برات اور دیگر (جمعرات، تیجہ) طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔

ص ۷۲ و ص ۷۳ کی اس عبارت سے منکروں کے منہ بگڑ گئے ہوں گے مگر خدا گواہ ہے کہ اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے ہم تو صرف ان کی عبارات کے ناقل ہیں اور اپنے مسلک حقہ کی حقانیت منکرین و معاندین کے گھر سے پیش کر رہے ہیں دیوبندی علماء کی مداہنت اور مخاصمت جب ان مسائل میں حد سے زیادہ بڑھ گئی تو حاجی امداد اللہ صاحب نے اپنے دیوبندی علما و مریدین کو حق عدولی سے بچنے کے لیے ایک کتابچہ بنام فیصلہ ہفت مسئلہ

تصنیف فرمایا، یہ عبارت بھی اسی میں سے تھی۔

دلیل نمبر ۱۰۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ جب مثنوی شریف ختم ہوگئی بعدہ (حاجی امداد اللہ صاحب نے) شربت بنانے کا حکم دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی، گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا آپ (حاجی صاحب) نے فرمایا نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسروں کے واسطے جائز نہیں بلکہ ناجائز و شرک ہے دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے (دیوبندی وہابی) لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیئے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کوئی آتا ہے لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہوجاتے ہیں اگر سردار عالم و عالمیاں (روحی فداہ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔ (شمائم امدادیہ حصہ دوم ص ۶۸ امداد المشتاق ص ۸۸)

دلیل نمبر ۱۱۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ (ہمارے پیر نے فرمایا)

جمعرات کے دن کتاب احیا تبرکاً ختم ہوتی تھی جب ختم ہوئی تبرکا دودھ لایا گیا اور بعد دعا کے کچھ حالات مصنف کے بیان کیے گئے طریق نذر و نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے اس زمانے میں (وہابی، دیوبندی) لوگ انکار کرتے ہیں (شمائم امدادیہ حصہ دوم ص ۷۰، امداد المشتاق ص ۹۲) جمعرات کے دن نذر بھی جائز اور نیاز بھی یہ دونوں قدیم زمانے سے جاری ہیں۔

یہ ہیں علمائے دیوبند کے پیر روشن ضمیر کے فرمودات جن پر فضلائے دیوبند کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اب وہابیوں دیوبندیوں کی اپنی قلمکاری اور پیٹ پرستی میں زبردست ہوشیاری ملاحظہ کریں سردست ہم تین روحوں کے مجموعہ ارواح ثلاثہ کے مندرجات پیش کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۱۲۔مولوی عبدالقیوم (دیو بندی) میانجی محمدی (دیو بندی) فرماتے تھے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کا معمول تھا کہ شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالرحیم صاحب کے مزارات پر سال بھر میں ایک مرتبہ تشریف لے جاتے آپ کے متعلقین بھی آپ کے ساتھ ہوتے اور وہاں جا کر فاتحہ پڑھتے فاتحہ کے بعد قرآن شریف یا مثنوی کا واعظ فرماتے وعظ کے بعد چنے یا الائچی دانے یا اور کچھ تقسیم کرتے شاہ اسحاق بھی آپ کے ہمراہ جاتے ،لیکن جس وقت فاتحہ پڑھ لیتے تو شاہ صاحب شاہ اسحاق کو فرماتے ،،میاں اسحاق بیٹھو گے یا جاؤ گے یہ فرماتے کہ حضور جاؤں گا (ارواح ثلاثہ ص ۶۰) دیوبندی اس عبارت کو بار بار پڑھیں تا کہ ان کے فہم کی کھڑکیاں کھل جائیں اور وہ عرس کرنے قبر پر مجمع بنا کر جانے فاتحہ پڑھنے اور قرآن خوانی یا وعظ کرنے اور مزاروں کے پاس چنے یا الائچی دانے یا چاول وغیرہ تقسیم کرنے کا جواز اپنی ارواح ثلاثہ سے پوچھ لیں اور دیکھ لیں۔اگر اس کا نام قبر پرستی ہے تو یہ قبر پرستی دیوبندیوں کی کتابوں میں موجود ہے اور دیوبندی بڑے قبر پرست ہیں۔

دلیل نمبر ۱۳۔ارواح ثلاثہ ص ۱۶۶ پر ہے کہ تیجے کے چنے پڑھے گئے ہیں۔یہ ہے تیسرے دن ایصال ثواب کی محفل جس کا ذکر منکرین کے گھر میں موجود ہے مگر دیدہ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے۔چنوں پر ایصال ثواب اور وہ بھی تیسرے دن۔سبحان اللہ

دلیل نمبر ۱۴۔ارواح ثلاثہ ۲۴۵ پر ہے کہ ایک صاحب کشف (دیو بندی) حافظ ضامن (دیو بندی) کی مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے تو حافظ ضامن (قبر والے) نے کہا جاؤ کسی مردے پر فاتحہ پڑھو یہاں زندوں پر فاتحہ پڑھنے آئے ہو(وہابیو نکالو اس زندہ دیوبندی کو قبر سے)

دلیل نمبر ۱۵۔اروح ثلاثہ ص ۴۵۵ پر ہے کہ مولوی صادق (دیوبندی) کے والد اچھے بزرگ تھے روزانہ قرآن ختم کرتے تھے اور جو تاریخ کسی بزرگ کی وفات کی ہوتی اس روز دو قرآن ختم فرماتے ایک ان بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کے لیے اور ایک اپنے معمول کا۔یعنی عرس والے دن ایک اضافی ختم کا ثواب بزرگ کی روح کو بخشتے تھے۔

دلیل نمبر ۱۶۔ارواح ثلاثہ ص ۳۷۴ میں لکھا ہے کہ نواب یوسف علی خان (دیوبندی) اپنے

والدین کے ایصال ثواب کے لیے بہت خرچ کرتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ کوئی ایسا مصرف بتاؤ جس میں خرچ کرنے سے ان کو ثواب بھی ہو اور ان کی روح بھی مجھ سے خوش ہو میں نے کہا کہ آپ اپنے والدین کے محبوں اور دوستوں پر صرف کیا کریں انہوں نے دریافت کیا کہ میرے والد کے دوستوں کا حال آپ کو بخوبی معلوم ہوگا آپ مجھے بتلایئے میں نے کہا کہ فلاں مولوی صاحب سے آپ کے والد کی بہت دوستی تھی یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئے۔ جی جناب پیٹ پرستی، قبر پرستی اور بدعتی کے طعنے کسی اور کو اور خود سب کچھ ہضم کیے جا رہے ہیں اور کھانے پینے کے لیے اپنے مولویوں کے نام لیے جا رہے ہیں۔

دلیل نمبر ۱۷۔ خانقاہ رشیدیہ، امدادیہ، قدوسیہ کے خاکروب، مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی نے سلاسل طیبہ ص ۳۳ پر لکھا ہے کہ (ہر دیوبندی وہابی) اولیاء اللہ اور مشائخ کے مزاروں کے زیارت سے مشرف ہوا کرے اور فراغت دلی کے اوقات میں ان کے مزاروں پر بیٹھ کر ان کی روحانیت کی طرف توجہ کرے اور اس کی حقیقت اپنے مرشد کی صورت میں تصور کرے اور فیض یاب ہوا کرے اور برکت حاصل کرے اور کبھی کبھی عام اہل اسلام کے مزاروں پر جا کر موت کو یاد کرے اور فاتحہ پڑھ کر ان کو ثواب پہنچائے اور ادب اور حکم مرشد کو بجائے، ادب اور حکم خدا تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کا جانا کرے کیونکہ یہ ان کا نائب ہے...... یہ صدر مدرس مدرسہ دیوبند کا حکم تھا جو موجودہ کور چشموں کے لیے آئی ڈراپ سے کم نہیں۔ منکرو! آنکھیں کھولو اور گھر میں اپنے رہ کر سچ بولو۔

دلیل نمبر ۱۸۔ وہابی دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی بہشتی زیور حصہ اول کے ص ۳۶ پر عقیدہ نمبر ۳۷ لکھتے ہیں کہ مردے کے لیے دعا کرنے سے کچھ خیرات (قل خوانی و جمعرات وغیرہ) دے کر بخشے۔ اس سے اس کو بڑا فائدہ ہوتا ہے ......اس کی تائید میں محشی نے حاشیہ پر درمختار ج ۲ ص ۲۷۶ اور شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۳۴ سے عربی عبارات نقل کر کے اہل سنت کے اس عمل کی صداقت پیش کر دی۔ جس نے روزہ رکھا یا نفل پڑھے یا خیرات (قل خوانی و جمعرات وغیرہ) کی اور اس کا ثواب کسی فوت شدہ یا زندہ

مسلمان کو بخش دیا جائز ہے اور اہل سنت کے نزدیک ثواب اسے مل جائے گا۔

دلیل نمبر ۱۹۔ تھانوی صاحب نے لکھا کہ۔۔۔فاتحہ۔۔کی حقیقت شرع میں فقط اتنی ہے کہ کسی نے نیک کام کیا اس پر جو کچھ اس کو ثواب ملا اس نے اپنی طرف سے وہ ثواب کسی دوسرے کو دیدیا کہ یا اللہ میرا یہ ثواب فلاں کو دیدیجئے اور پہنچا دیجئے مثلاً کسی نے خدا کی راہ میں کچھ کھانا یا مٹھائی (جمعرات وقل خوانی وغیرہ میں جیسے ہوتا ہے) یا روپیہ، پیسہ، کپڑا وغیرہ دیا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ جو کچھ اس کا ثواب مجھے ملا ہے وہ فلاں کو پہنچا دیجئے یا ایک آدھ پارہ قرآن مجید کا یا ایک آدھ سورۃ پڑھی اور اس کا ثواب بخش دیا۔ چاہے وہ نیک کام آج ہی کیا ہو یا اس سے پہلے عمر بھر میں کبھی کیا تھا دونوں کا ثواب پہنچ جاتا ہے (بہشتی زیور حصہ ششم ص ۴۵) اسی صفحہ کے حاشیہ پر ہے۔ وَفِي الْبَحْرِ مَنْ صَامَ اَوْ صَلّٰى اَوْ تَصَدَّقَ وَ جَعَلَ ثَوَابَهٗ لِغَيْرِهٖ مِنَ الْاَمْوَاتِ وَالْاَحْيَاءِ جَازَ وَيَصِلُ ثَوَابُهَا اِلَيْهِمْ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ كَذَا فِي الْبَدَائِعِ (۱۲ شامی ج ۱ ص ۹۳۴)۔ ترجمہ! فقہ کی کتاب بحر میں ہے جس نے روزہ رکھا یا نفل پڑھی یا خیرات کی اور اس کا ثواب کسی زندہ و مردہ کو دے دیا ایسا کرنا جائز ہے اور اس کا ثواب ان کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ اہلسنّت و جماعت کے نزدیک۔ بدائع وصنائع میں بھی اسی طرح ہے۔

دلیل نمبر ۲۰۔ تھانوی صاحب نے لکھا کہ (شب برات) کی رات میں ہمارے حضرت محمد ﷺ نے مدینہ منورہ کے قبرستان میں جا کر مردوں کے لیے بخشش کی دعا مانگی ہے، تو اگر اس تاریخ میں مردوں کو کچھ بخش دیا کرے چاہے قرآن شریف پڑھ کر چاہے کھانا کھلا کر چاہے نقد دے کر چاہے ویسے ہی بخشش کی دعا کر دے تو یہ طریقہ سنت کے موافق ہے (بہشتی زیور ح ۶ ص ۵۷) قارئین یہ ہے تاریخ مقررہ پر ایصال ثواب جس کے انکار پر ملت دیو بند آج تک سیخ پا رہی ہے معلوم ہو گیا کہ تاریخ مقررہ میں کام کرنا بدعت وضلالت نہیں ہے قرآن مجید پڑھنا اور کھانا کھلانا نقد مدد کرنا ایصال ثواب کے لیے سنت نبوی کے موافق کام ہیں۔ امتی سنت نبوی کو پسند فرمائے گا۔

دلیل نمبر ۲۱، ۲۲۔ تھانوی صاحب نے لکھا کہ بعد دفن کے تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا اور میت کے لیے دعائے مغفرت کرنا یا قرآن مجید (ختم شریف) پڑھ کر اس کا ثواب اس کو پہنچانا مستحب ہے (بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص ۹۲ و علم الفقہ ص ۳۸۱) اس کی تائید میں محشی نے فتاوی عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۶ کی یہ عبارت حاشیہ پر نقل کی ہے۔ وَ یَسْتَحِبُّ اِذَا دُفِنَ الْمَیِّتُ اَنْ یَجْلِسُوْا سَاعَۃً عِنْدَ الْقَبْرِ بَعْدَ الْفَرَاغِ یَتْلُوْنَ الْقُرْآنَ وَیَدْعُوْنَ لِلْمَیِّتَ وَلَا بَائْسَ بِرَشِّ الْمَاءِ عَلَیْہِ۔ جب قبر پر قرآن خوانی جائز ہے تو ذکر اللہ کے لیے اذان دینا کیونکر جائز نہیں؟ بہر صورت قبر پر قرآن خوانی سے چھ بار اللہ اکبر دو شہادتوں اور نماز و فلاح کے ذکر کا مسئلہ بھی سمجھ میں آسکتا ہے اذان کو صرف نماز سے مخصوص مان لینا جہالت کے سوا کچھ نہیں۔ کیونکہ اذان دینے کے دیگر مواقع بھی ہیں جیسے بچہ کے کان میں۔

دلیل نمبر ۲۳۔ مولوی عبد الشکور لکھنوی دیوبندی نے علم الفقہ ص ۳۸۱ کے حاشیہ نمبر ۱ پر ابوداؤد شریف کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ نبی ﷺ جب میت کے دفن سے فراغت پاتے تو تھوڑی دیر اس کی قبر پر ٹھہرتے اور فرماتے کہ اپنے بھائی کے لیے دعائے مغفرت کرو اور اللہ سے سوال کرو کہ اس کو ایمان پر قائم رکھے اس لیے کہ اس وقت اس سے سوال ہو رہا ہے

دلیل نمبر ۲۴۔ دیوبندی وہابی حضرات کے نعمان اوانہ مجدد زمانہ نائب رسول اللہ الصمد (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۹) مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب نے جواباً لکھا کہ ایصال ثواب ہر روز درست اور موجب ثواب ہے (فتاوی رشیدیہ ص ۴۳۲، ایچ ایم سعید کراچی)

دلیل نمبر ۲۵۔ فتاوی رشیدیہ ص ۴۳۳ پر لکھا ہے اور طعام میں اگر نیت ایصال ثواب کی ہے تو طعام مباح اور صدقہ ہے۔ یعنی وہ قطعاً حرام نہیں ہوتا۔

دلیل نمبر ۲۶۔ فتاوی رشیدیہ صفحہ ۴۳۳ پر ہے کہ (۲۲ رجب میں) کونڈا کرنا اور صحنک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور کھچڑا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا اور توشہ عبد الحق رحمہ اللہ کا اور دلیا خواجہ خضر کا کرنا اور ان میں کھانوں کی خصوصیات کرنی کیسی ہے؟ جواب۔ ایصال ثواب بلا قید طعام و ایام کے مندوب ہے...... اگر تخصیص کے ساتھ ایصال ثواب ہو تو طعام

حرام نہیں ہوتا''۔

گیارہویں شریف

دلیل نمبر ۲۷۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے فرمایا گیارھویں کی شیرینی صدقہ ہوتی ہے مساکین کو اس کا کھانا درست ہے (فتاوی رشیدیہ ص ۲۰۲)

دلیل نمبر ۲۸۔ گنگوہی صاحب نے جواباً لکھا کہ، اور ایصال ثواب (گیارھویں شریف کا) بروح حضرت قدس سرہ درست ہے (فتاوی رشیدیہ ص ۴۳۴)

دلیل نمبر ۲۹۔ گنگوہی صاحب نے فتاوی رشیدیہ صفحہ ۴۵۹ پر بھی جواباً لکھا ہے کہ، ایصال ثواب کی نیت سے گیارھویں کو توشہ کرنا درست ہے۔

دلیل نمبر ۳۰۔ دوجے اور تیجے کے بارے میں اعلیٰ حضرت الامام الشاہ احمد رضا رحمہ اللہ کا فتویٰ، فتاوی رشیدیہ ص ۴۵۹ پر درج ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمت نے فرمایا۔ الجواب۔ شریعت میں ثواب پہنچانا ہے، دوسرے دن ہو خواہ تیسرے دن باقی یہ تعین عرفی ہے جب چاہیں کریں انہیں دنوں کی گنتی ضروری جاننا جہالت و بدعت ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔ آپ کے اس ارشاد سے واضح ہو گیا کہ اہلسنّت۔ تیجے وغیرہ کو انہی ایام میں کرنا ضروری نہیں جانتے۔ اگر کوئی کر لے تو اعتراض بھی نہیں کرتے۔

دلیل نمبر ۳۱۔ مولوی عبدالشکور لکھنوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ، اہل سنت کا اس امر پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے اعمال وعبادات کا ثواب خواہ مالی ہوں جیسے صدقہ وغیرہ (قل خوانی، جمعرات سالیانہ) یا بدنی جیسے نماز، روزہ، قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کسی دوسرے کو دیدے تو حق جل شانہ، محض اپنے فضل سے ان عبادات کا ثواب اس کو پہنچا دیتا ہے۔
(علم الفقہ حصہ دوم ص ۳۹۱)

دلیل نمبر ۳۲۔ قرآن مجید کے ثواب پہنچانے کو ہمارے عرف میں فاتحہ کہتے ہیں۔
(علم الفقہ ص ۳۹۱)

دلیل نمبر ۳۳۔ وہ لکھتے ہیں اگر کوئی شخص اپنی کسی عبادت کا ثواب دوسرے شخص کو دیدے تو

یہ نہیں ہوتا کہ اس عبادت کا ثواب اس کے کرنے والے کو بالکل نہ ملے بلکہ اس عبادت کا ثواب اس کو بھی ملتا ہے اور جس کو دیا گیا ہے اس کو بھی، یہ محض فضل الٰہی ہے اسی وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ جب کوئی شخص کسی نفل عبادت کو کرے تو اس کو چاہئے کہ اس کا ثواب مومنین کی ارواح کو پہنچا دے تا کہ اس کو بھی ثواب ملے اور لوگوں کو بھی، بلکہ اس صورت میں مومنین کی نفع رسانی کے سبب سے دوہرے ثواب کی امید ہے۔ (علم الفقہ ص ۳۹۲)

دلیل نمبر ۳۴۔ وہ لکھتے ہیں اگر کوئی (مسلمان) کسی ایک عبادت کا ثواب کئی مردوں کی ارواح کو پہنچائے تو وہ ثواب تقسیم ہو کر ان مردوں کو نہیں دیا جاتا بلکہ ہر شخص کو پورا پورا ثواب جو اس عبادت کا خود ہے عنایت ہوتا ہے (علم الفقہ ص ۳۹۲)

ایصال ثواب کا طریقہ

دلیل نمبر ۳۵۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس عبادت کا پہنچانا منظور ہو اس عبادت سے فراغت کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اے اللہ اس عبادت کا ثواب فلاں شخص کی روح کو پہنچا دے (مثال) قرآن مجید سورتیں (یعنی ختم شریف) یا کوئی اور ذکر یا تسبیح وغیرہ پڑھ کر یا نفل نماز پڑھ کر یا کسی محتاج کو کھانا کھلا کر یا کچھ دے کر یا حج کر کے حق تعالیٰ سے دعا کرے کہ اَللّٰهُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ هٰذِهِ الْعِبَادَةَ اِلٰى فَلَانَ۔ (علم الفقہ حصہ دوم ۳۹۴)

دن مقرر کرنا

دلیل نمبر ۳۶۔ لکھنوی دیوبندی صاحب، دن مقرر کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ایصال ثواب کے لیے دن اور تاریخ مقرر کرنا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رائج ہے تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں، شش ماہی، برسی بے اصل ہے، لیکن اگر تقرر تاریخ سے کوئی غرض صحیح متعلق ہو تو پھر بیجا نہ ہوگا مثلاً اس کے وقت مقرر کر لینے سے کام اچھا اور انتظام اور اطمینان سے ہوتا ہے جیسا کہ صحابہ نے قرآن مجید کی تلاوت کا وقت مقرر کر لیا تھا یا یہ غرض ہو کہ وقت مقرر ہو جانے سے لوگوں کو بلانے کی زحمت نہ اٹھانا پڑے گی اور لوگوں کے جمع ہونے کی ضرورت رہا کرتی ہے۔ (علم الفقہ حصہ دوم ص ۳۹۵)

دلیل نمبر ۳۷۔ اسی عبارت کے لفظ کی ضرورت کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیں! لوگوں کے جمع ہونے کی صورت ایک تو یہ ہوتی ہے کہ چند مسلمانوں کا مل کر دعائے مغفرت کرنا زیادہ مقبولیت کا سبب ہوتا ہے دوسرے یہ کہ چند لوگ مل کر عبادت کریں گے تو زیادہ ہوگی۔ بہ نسبت ایک دو شخص کے، اوراس کا ثواب بھی زیادہ ہوگا اور یہی اصل مقصود ہے تیسرے یہ ہے کہ فقرا کو کھانا تقسیم کیا جاتا ہے اسکا انتظام بھی اچھا ہوگا۔ (علم الفقہ حصہ دوم ص ۳۹۵ حاشیہ نمبر ا)

دلیل نمبر ۳۸۔ موجودہ دور کے دیو بندی وہابی حضرات کے شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری کے ملفوظات طیبات میں ہے کہ مولوی صاحب نے فرمایا میری عادت ہے کہ جس شہر میں جاتا ہوں وہاں کے اولیاء کرام کے مزارات پر فاتحہ پڑھنے ضرور جاتا ہوں۔ چنانچہ دہلی میں جمیعۃ علمائے ہند کے اجلاس میں شرکت کے لیے حاضر ہوتا تو وہاں سے فارغ ہوکر سارے اولیاء کرام کے مزارات مقدسہ پر فاتحہ پڑھنے جاتا۔ دلی سے حضرت قطب الدین بختیار کاکی، کا مزار گیارہ میل ہے میں ہمیشہ وہاں حاضری دیتا تھا بمبئی میں ایک دفعہ جانا ہوا وہاں ایک دن میں ایک سوبیس میل محض اولیاء اللہ کے مزارات پر فاتحہ پڑھنے کے لیے موٹر پر پھرا۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ میں تو سارے اولیاء کرام خواہ حیات ہوں یا وفات یافتہ کی خدمت میں حاضر ہونا اپنی سعادت سمجھتا ہوں جو بزرگ بقید حیات ہیں ان کے سامنے اپنے مرشد کی طرح دوزانو بیٹھتا ہوں، جو وفات پاچکے ہیں ان کے مزار پر ویسے ہی بیٹھتا ہوں جیسے اب اپنے مرشد کے مزار پر (ملفوظات طیبات ص ۵۶ مطبوعہ خدام الدین لاہور)

دلیل نمبر ۳۹۔ لاہوری صاحب نے وضاحتی ملفوظ میں فرمایا! میں ان (داتا صاحب) کو بہت بڑے اولیاء کرام میں سے سمجھتا ہوں اور کبھی کبھی فاتحہ خوانی کے لیے ان کے مزار پر جاتا ہوں مزارات پر پھولوں کی چادریں چڑھانے والوں سے اگر کہیں کہ اس کی بجائے اگر کسی غریب، مسکین، بیوہ یا یتیم کو دو روپے دے دیں تو یہ زیادہ اچھا ہے اور اس کا ثواب اس بزرگ کی روح کو پہنچا دے تو وہ ہرگز نہ مانیں گے اس لیے کہ اس میں کوئی نام ونمود نہیں ہے، ہر نیکی کا کام کر کے اگر میت کی روح کو پہنچایا جائے تو جائز ہے اس کا ثواب میت کو

پہنچتا ہے مگر اس کے لیے تین شرطیں ہیں (۱) نیت میں اخلاص ہو یعنی صرف اللہ کی رضا مقصود ہو، غیر اللہ کی رضا کا شائبہ بھی نہ ہو۔ (۲) مال حلال کا ہو، اگر حرام کا ہو گا تو میت کو ایک دانہ کا ثواب بھی نہ پہنچے گا۔ (۳) مستحقین کو کھلایا جائے نماز نفلی، روزہ نفلی، حج نفلی اور صدقات وخیرات کا ثواب پہنچتا ہے۔ (ملفوظات طیبات ص ۱۱۳)

دلیل نمبر ۴۰۔ دیو بندی وہابی حضرات کے مستند عالم دین مولوی عبدالحیٔ لکھنوی نے مجموعہ فتاوی ج ۱ ص ۸۱ وص ۳۳۹ وج ۳ ص ۲ وص ۶۸ پر ایصال ثواب کے جواز کے فتاوے ثبت کیے ہیں ہم ان فتووں میں صرف مجموعہ فتاویٰ ج ۳ ص ۶۸ اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے فتاوی رشیدیہ ص ۴۴۷ سے طعام پر فاتحہ پڑھنے والے فتویٰ کو نقل کر کے معترضین کے اعتراض کو ان کے گھر سے دفعہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ منکرین کو فہم نصیب فرمائے۔ آمین۔

طعام پر فاتحہ

سوال:۔ فاتحہ مروجہ یعنی طعام روبرو نہادہ دست برداشتہ چہ حکم دارد؟

جواب:۔ ایں طور مخصوص نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود نہ در زمان خلفاء بلکہ وجود آن در قرون ثلاثہ کہ مشہود لہا بالخیر اند منقول نشدہ و حالا در حرمین شریفین زادھما اللہ شرفا عادت خواص نیست و اگر کسے این طور مخصوص بعمل آورد آن طعام حرام نمیشود بخوردنش مضائقہ نیست (فتاویٰ رشیدیہ ۴۴۶)

سوال:۔ فاتحہ مروجہ یعنی کھانے کو روبرو رکھ کر ہاتھ اٹھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ یہ مخصوص طرز نہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تھی نہ خلفاء کے زمانہ میں بلکہ اس کا وجود تینوں قرون میں جن کی بھلائی کی شہادت دی گئی ہے منقول نہیں ہے اور اب بھی حرمین شریفین میں اللہ تعالیٰ ان کی عزت زیادہ کرے خاص لوگوں کی عادت نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی اس مخصوص طریقہ پر عمل کرے تو وہ کھانا حرام نہیں ہوتا اور اس کے کھانے

میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاوی رشیدیہ ص ۴۴۷ وص ۴۴۸ حاشیہ نمبر ۱)

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیو بندی نے گنگوہی صاحب سے تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۷ وص ۱۳۱ پر اور غیر مقلدین کے پیشوا مولوی صدیق حسن بھوپالی نے بغیۃ الرائد شرح، شرح العقائد ص ۱۰۶ وص ۱۰۷ پر آیات واحادیث سے خوب استدلال ایصال ثواب کے جواز میں پیش کیا ہے۔ جس کا جی چاہے ان میں دیکھ لے۔

قرآن سے اقتباسات پڑھنا

مروجہ ختم شریف کے جواز کے بارے میں علماء دیو بند اور وہابیہ کے مستند عالم دین مولوی عبدالحئی لکھنوی نے لکھا ہے کہ، قرآن کے اقتباسات یعنی مختلف سورتیں وآیات پڑھنے کے جواز میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے علماء خطبا وشعرا بلکہ خود آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام وتابعین سے اس کا جواز وثبوت موجود ہے اور کتب فقہ میں اس پر دلائل موجود ہیں ابن عبدالبر قاضی عیاض اور بہت سے علما نے اس کی اجازت دی ہے اور شافعیہ کا اس پر اتفاق شیخ داؤد مناخلی نے نقل کیا ہے امام ابن حجر نے بھی المنح المکیہ فی شرح قصیدہ ہمزہ میں اسی طرح فرمایا (بنفع المفتی والسائل ص ۱۱۰) مجلس واحد میں مختلف آیتیں پڑھنا جائز ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قَدْ سَمِعْتُكَ يَا بِلَالُ وَاَنْتَ تَقْرَاءُ مِنْ هٰذِهِ السُّوْرَةِ وَمِنْ هٰذِهِ السُّوْرَةِ فَقَالَ كَلَامٌ طَيِّبٌ يَجْمَعُهُ اللّٰهُ بَعْضَهُ اِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ كُلُّكُمْ قَدْ اَصَابَ۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۸۸)۔ ترجمہ۔ اے بلال میں نے تجھ سے سنا ہے کہ کبھی تو کسی سورۃ سے پڑھتا ہے اور کبھی کسی سورۃ سے، بلال نے عرض کیا یہ کلام پاک ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے بعض کو بعض سے ملا دیا حضور ﷺ نے فرمایا تم سب ٹھیک کرتے ہو، اس حدیث سے ثابت ہوا، ایک مجلس میں مختلف آیتیں پڑھنا جائز ہے، اگر جائز نہ ہوتا تو حضور ﷺ بلال کو روک دیتے۔ قرآن سے اقتباسات یعنی منتخب آیات پڑھنا ناجائز اور ممنوع نہیں ہے کیونکہ حضور پرنور ﷺ پر قرآن مجید تھوڑا تھوڑا حسب اقتضا مختلف مقامات سے نازل ہوا ہے اگر یہ کہا جائے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت اور جبرائیل علیہ السلام کی سنت اور

حضور پُرنور ﷺ کی سنت ہے تو بے جا نہیں۔صحابہ کرام نے اس طرح سنا تھا۔نیز منکرین کے علماء جب تقاریر کرتے ہیں وہ بھی حسب مضامین مختلف آیات پڑھتے ہیں ہاں البتہ حضور ﷺ کے نام والی آیت سے ان کو چڑ ہے کہ انگوٹھے چومنے پڑیں گے اور سنت صدیقی پر عمل کرنا پڑیگا اس لیے اس آیت پر اڑ جاتے ہیں۔

علماء دیوبند کے پیر کا فیصلہ

حاجی امداد اللہ کا فیصلہ ملاحظہ کریں نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں اس میں بھی تخصیص و تعین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ مصلحت باعث تقید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا بمصلحت نماز میں سورہ خاص معین کرنے کو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے۔اور تامل سے معلوم ہوتا ہے سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کرلی، متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب ولسان کیلئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے کسی کو خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمع العبادتین ہے۔ ع

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں، پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لیے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جائے اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بڑا ثواب ہے پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہوگئی۔ رہا

تعین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہوا۔ اس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہوتا رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گذر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا اس قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ہے ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے ان میں بعض اسرار بھی ہیں پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں، رہا شبہ تشبیہ کا اس میں بحث از بس طویل ہے مختصرا اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبہہ اسی وقت تک رہتا ہے جب تک وہ عادات اس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہوں کہ جو شخص وہ فعل کرے اسی قوم سے سمجھا جائے یا اس پر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں میں پھیل کر عام ہو جائے تو وہ شبہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات ریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں اس کثرت سے پھیل گئے کہ کسی (دیوبندی وھابی) عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں، یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے قصہ تطہیر اہل قبا اس میں کافی حجت ہے......

گیارہویں شریف: حضرت غوث پاک قدس سرہ کی دسویں، بیسویں، چہلم، ششماہی، سالیانہ (عرس) وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق رودلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ وحلوائے شب برات اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ، کلیات امدادیہ ص ۷۲ وص ۷۳)

مولوی محمد قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے ماننے والوں بلکہ تمام دیوبندیوں کو ان کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب کا فیصلہ ماننا ضروری ہے جب حاجی صاحب کے مریدوں کے مزاج میں حق سے روگردانی ظاہر ہوئی تو حاجی صاحب کو اپنے مریدوں کے لیے خصوصاً اور عوام مسلمین کے لیے عموماً یہ فیصلہ لکھنا پڑا جو اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان اور مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی عبارات، براہین قاطعہ ص ۴۷ اور مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی و گنگوہی صاحب کی عبارت تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۷۱ نیز مفتی شفیع صاحب دیوبندی کے رسالہ شب

برات کے صفحہ ۹ کی عبارت کی تردید کے لیے قول فیصل ہے۔اس فیصلہ کے ہوتے بھی اگر کوئی شوریدہ سر انکار کرتا پھرے تو اس کی مرضی ورنہ حق ظاہر ہے اور صدق وسچائی کے دلائل عیاں وبیاں ہیں اور اہلسنّت کا موقف واضح ہوجاتا ہے۔اللہ تعالیٰ جل جلالہ تمام مسلمانوں کو اپنے پیارے محبوب ﷺ کے دین کی سمجھ عطا کرے اور صراط مستقیم پر چلائے! آمین۔

سابقہ حوالوں سے واضح ہوگیا کہ بدنی و مالی عبادتوں کا ایصال ثواب ہر دور میں ہوتا رہا ہے اور اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے، پہلے دن سے لیکر سات دن تک یا چالیس دن یعنی تیجہ، ساتہ، چہلم، گیارہویں، عرس یا برسی وغیرہ سب ایصال ثواب کی خیراتیں ہیں اور ازروئے شرع محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام یہ سب خیراتیں جائز ومستحسن ہیں، منکرین دیوبندی ہوں یا غیر مقلد، امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو عقائد ومسائل میں سند کا درجہ دیتے ہیں بلکہ انہیں اپنا ہم مسلک ہونے پر ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ذیل میں انہی سے ایصال ثواب کا پروگرام ملاحظہ فرما کر اپنا یقین پختہ کریں۔

شاہ ولی اللہ کا تیجہ

امام اہلسنّت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرزند ارجمند شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں (شاہ ولی اللہ کے وصال کے) تیسرے دن لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ وہ شمار سے باہر تھے اکیاسی کلام اللہ ختم ہوئے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوں گے اور کلمہ طیبہ کا تو اندازہ ہی نہیں کہ کتنا پڑھا گیا (ملفوظات عزیزی ص ۵۵ معمولات اہلسنّت ص ۲۵۱) اہلسنّت کے تیجے پر جلنے والے مندرجہ بالا تیجے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں یہ تیجہ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے مطابق تھا یا نہیں؟

شاہ ولی اللہ کا ارشاد

دودھ، چاول (کھیر) کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکانے اور کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (بلکہ یہ) جائز ہے اور کسی بزرگ کی فاتحہ دی جائے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے۔(زبدۃ النصائح ص ۱۳۲، ثواب العبادات ص ۲۴)

شاہ ولی کا حکم

بعد اس کے تین سو ساٹھ بار ''الم نشرح'' پڑھے پھر تین سو ساٹھ دفعہ ''لَا مَلْجَاَ وَلَا یُنْجِیْ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ'' ، پڑھے پھر دس دفعہ درود پڑھے اور ختم تمام کرے اور تھوڑی شیرینی پر فاتحہ عام خواجگان چشت کے نام سے پڑھے، اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے عرض کرے اسی طرح رو زکرے انشاء اللہ چند یوم میں مقصد حاصل ہوگا۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ص ۱۱۴)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) بزرگوں کی فاتحہ دینے کھانے پکانے وکھلانے کو جائز قرار دیتے ہیں ورد، وظائف کے ساتھ شیرینی وغیرہ کو سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنے اور بزرگوں سے نامزد کرنے کا حکم فرماتے ہیں۔ یہ امور شریعت کے خلاف تھے تو انہوں نے ان کو انجام دینے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاجت عرض کرنے کا حکم کیوں دیا۔ پھر اہلسنّت یہ کام کریں تو بدعتی کیوں بنیں؟

معمول شاہ عبد العزیز محدث دہلوی

- حضرت شاہ عبد العزیز (متوفی ۱۲۳۹ھ) ۱۰ محرم کے دن مجلس منعقد کرنے کے جواب میں اپنی طرف سے منعقد کی جانے والی مجلس کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں پھر ختم قرآن حکیم کیا جاتا ہے اور پنج آیت پڑھ کر کھانے کی جو چیز موجود ہوتی ہے اس پر فاتحہ کیا جاتا ہے (فتاویٰ عزیزی اردو ص ۲۰۰) مفلحون کے بعد جو آیتیں پڑھی جاتی ہیں انہیں پنج آیت کہا جاتا ہے اور ان کا پڑھنا بالکل جائز ہے۔

دوسرا واقعہ

شاہ رفیع الدین دہلوی کے نبیرے مولوی ظہیر الدین ولی اللہی لکھتے ہیں کہ راقم کے روبرو حضرت (شاہ عبد العزیز) نے فرمایا۔ پرانے شہر دہلی میں ایک شخص تھا وہ مرگیا اس نے ایک دختر چھوڑی ایک شخص نے مرنے والے کو خواب میں دیکھا، اس نے کہا میری بیٹی سے کہو، لِلّٰہ میرے واسطے خیرات کرے اس نے اس کی بیٹی کا حال معلوم کیا تو پتا چلا کہ وہ آوارہ ہو کر طوائفوں میں مل گئی ہے اور شاہ جہان آباد میں ہے یہ شخص گئے معلوم ہوا کہ وہ

جمنا گھاٹ غسل کے لیے گئی ہے۔ یہ گئے اور دیکھا کہ وہ مردوں کے ساتھ نہا رہی ہے انہوں نے اس کے باپ کا پیغام دیا اس نے سنتے ہی دو ہتھڑ پانی بھر کر پھینکا اور کہا یہ میں نے اللہ کے واسطے دیا۔ پیغام دینے والا شرمندہ ہو کر چلا آیا اسی رات اس کے باپ کو دیکھا تو اس نے کہا میری بیٹی نے جو دو ہتڑ پانی پھینکا تھا اسکا ایک قطرہ ایک پیاسے جانور کے حلق میں پہنچا اس کے عوض حق تعالیٰ نے مجھے انعام دے دیا ہے تمہارا بڑا شکر گزار ہوں۔

(کمالات عزیزی اردو ص ۱۵ مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی)

شاہ رفیع الدین کا فتوی

مُردوں کے لیے جو نذر و نیاز کرتے ہیں برائے عوام مومنین وہ محمود ہے اس لئے کہ اس سے مومنوں کی مدد کی جاتی ہے، ثواب حاصل ہوتا ہے اور عذاب دفع ہوتا ہے۔ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ میں داخل ہے اور میت کی طرف سے خیرات کرنے کے لیے حدیث میں بہت دلیلیں موجود ہیں از اں جملہ حضرت سعد بن عبادہ کا کنواں وقف کرنا اپنی والدہ کے ثواب کے لیے اور یہ کہنا۔ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ۔ دلیل ہے۔

(فتاویٰ شاہ رفیع الدین فارسی ص ۸)

تھانوی صاحب کا فتویٰ

سوال:۔ ایصال ثواب کی نسبت بعض وقت خدشہ گزرتا ہے کہ اگر نیک عمل کا ثواب دوسروں کی روح کو بخشا جائے تو بخشنے والے کے لیے کیا نفع ہوا البتہ مردوں کو اس سے نفع پہنچتا ہے حضرت اس شبہ کو رفع فرماویں تو فدوی کو اطمینان ہوگا۔

جواب:۔ فِیْ شَرْحِ الصُّدُوْرِ بِتَخْرِيْجِ الطَّبْرَانِيِّ عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا تَصَدَّقَ اَحَدُكُمْ صَدَقَةً تَطَوُّعًا فَيَجْعَلَهَا عَنْ اَبَوَيْهِ فَيَكُوْنُ لَهُمَا اَجْرُهُمَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا۔ یہ حدیث نص ہے اس میں کہ ثواب بخش دینے سے بھی عامل کے پاس پورا ثواب رہتا ہے اور صحیح مسلم کی حدیث۔ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً۔ الحدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ (امداد الفتاوی ج ۵ ص ۹۹۳، ثواب العبادات ص ۲۵)

دیوبند کے مفتی اول کا فتویٰ

مدرسہ دیوبند کے مفتی اول مولوی عزیز الرحمن (متوفی ۱۳۴۷ھ) لکھتے ہیں جس دن چاہے فقرا کو کھانا کھلا کر اور نقد دے کر ثواب میت کو پہنچا دیا جاوے۔

(فتاویٰ دیوبند ج ۵ ص ۴۳۵ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:۔ قرآن شریف اور کلمہ طیبہ اور صدقہ خیرات سے ثواب پہنچا دے یہی ذریعہ میت کو کچھ نفع پہنچنے کا ہے (فتاویٰ دیوبند ج ۵ ص ۴۴۴)

تیسرے مقام پر لکھتے ہیں:۔ اموات کو ثواب صدقات و قرآن شریف کا پہنچنا اور اموات کو احیا کی دعا و استغفار سے نفع پہنچنا نصوص قرآنی اور احادیث سے ثابت ہے۔

(فتاویٰ دیوبند ج ۵ ص ۴۴۶)

لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى۔ کے جواب میں مفتی دیوبند نے لکھا ہے کہ شرح فقہ اکبر میں اس آیت کو نقل کر کے یہ جواب دیا ہے کہ اس آیت سے ایصال ثواب ثابت ہوتا ہے کیونکہ جب یہ فرمایا کہ ہر انسان کے لیے وہ ہے جو اس نے سعی کی تو ثواب پہنچانے والا سعی کرتا ہے اعمال خیر کا ثواب پہنچانے میں اموات کو لہٰذا وہ سعی اس کی رائیگاں نہ جائے گی بموجب اس آیت کے اور جس کو اس نے ثواب پہنچایا وہ اسے پہنچے گا۔

(فتاویٰ دیوبند ج ۵ ص ۴۴۷ مطبوعہ ملتان)

تنبیہ: یہ بھی سنا گیا ہے کہ منکر کہتے ہیں کہ ایصال ثواب کی خیراتیں بریلویوں نے بنائی ہیں۔ الحمدللہ تعالیٰ حضور پُرنور ﷺ اور صحابہ کرام، تابعین، اتباع تابعین، محدثین، مفسرین ائمہ اسلام اولیاء کرام حتیٰ کہ شاہ ولی اللہ اور ان کے فرزندان و شاگردان وہی عقیدہ رکھتے تھے جو بریلوی رکھتے ہیں اور یہ بریلویت خود ان کے شاہ اسماعیل دہلوی سے ثابت ہو گئی اور مدرسہ دیوبند کے مفتی اور وہاں کے پڑھنے والوں نے بھی اسے قبول کر کے فتویٰ دے دیا۔ سچ ہمیشہ سچ ہوتا ہے ؏ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔

مسلمانو! خیرات وغیرہ کا ثواب اپنے مرنے والوں کو پہنچا کر ان کی روح کو خوش کرو۔

باب پنجم

اس باب میں غیر مقلدوں کے بزرگوں کے حوالے درج کیے جاتے ہیں۔ان حوالوں کو دیکھنے کے بعد غیر مقلد ایصال ثواب کی خیراتیں کرنا شروع کردیں یا پھر اپنے بزرگوں کی بارگاہ میں اپنے جدید بدعتی، حرامی فتووں کا ثواب بھیج دیا کریں

مولوی ثناء اللہ غیر مقلد

غیر مقلدوں کے امام مولوی ثناء اللہ، امرتسری متوفی ۱۹۴۸ء نے۔ وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ۔الایہ۔کا یہ ترجمہ کیا ہے اور جب بانٹتے وقت، قریبی رشتہ دار (جن کا حصہ اس مال میں نہیں) اور یتیم بچے اور مساکین آجاویں تو ان کو بھی اس مال سے کچھ دیا کرو اور ان کو اچھی بات کہا کرو۔ (ترجمہ قرآن مطبوعہ فاروقی ملتان)

مولوی وحید الزماں غیر مقلد

مولوی وحید الزماں غیر مقلد متوفی ۱۳۳۸ھ آیت کا ترجمہ لکھتے ہیں اور جب ترکہ بٹ رہا ہو اور (وہ) ناطے والے (جن کو حصہ نہیں پہنچتا) اور یتیم اور محتاج آجاویں (کچھ ملنے کی امید میں) تو ان کو بھی اس میں سے کچھ چٹا دو یعنی ترکہ بانٹنے سے پہلے تھوڑا بہت للہ ان کے ساتھ بھی سلوک کرو اور نرمی سے ان سے بات کرو (ترجمہ وحید الزماں ص ۹۴)

حاشیہ ملاحظہ کریں۔یعنی ورثہ کو چاہیئے کہ متروکہ مال میں سے کچھ حصہ بطور صدقہ وخیرات ان رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کو بھی دیں جو خاندان میں موجود ہوں تقسیم کے وقت موقع پر پہنچ جائیں اور اگر یہ زیادہ کی حرص کریں تو نرمی سے ان سے بات کرو...... بخاری میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت محکم ہے اور ورثہ کو حکم ہے کہ تقسیم ترکہ کے وقت رشتہ داروں سے صلہ رحمی کریں۔ (ابن کثیر قرطبی اشرف الحواشی علی ترجمہ وحید ص ۹۴ نمبر ۸)

دلیل نمبر ۴۔ مولوی وحید الزمان نے غیر مقلدوں کے لیے اپنی فقہ کی کتاب میں لکھا ہے۔ قرآن کی تلاوت وعبادت بدینہ و مالیہ کا ایصال ثواب اموات کو بلا تعیین یوم و وقت (ہر دن و ہروقت) جائز ہے لَا بَأْسَ بِہٖ۔ (نزل الابرار ج ا ص ۱۸۷)

دلیل نمبر ۵۔ نواب آف غیر مقلد میاں صدیق حسن خان متوفی ۱۳۰۷ھ، لکھتے ہیں۔ وَصَدَقَہٗ دَادَنْ بَہٗ نِیَّتُ ثَوَابُ اِیْشَانْ نَفَعْ وَسُوْد وَفَائِدَہٗ اسْت مَرْمُرْدَہْ ھَارَا۔ (ترجمہ) ثواب کی نیت سے مردوں کے لیے خیرات کرنا انہیں نفع و فائدہ دیتا ہے۔

(بغیۃ الرائد ص ۱۰۶)

دلیل نمبر ۶۔ وہ لکھتے ہیں یہ مسئلہ بہت سی حدیثوں و آثار سے ثابت ہے (بغیۃ الرائد ص ۱۰۶)

دلیل نمبر ۷۔ وہ لکھتے ہیں حضرت سعد کی والدہ فوت ہوگئی سعد نے سرکار سے پوچھا کونسی خیرات میری ماں کو زیادہ فائدہ دے گی۔ فرمایا۔ پانی۔ سعد نے کنواں بنایا اور کہا۔ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ۔ یہ سعد کی ماں کا کنواں ہے (بغیۃ الرائد ص ۱۰۶) معلوم ہوا کہ کسی چیز کو کسی مرحوم کے نام سے نامزد کردینے سے وہ چیز حرام نہیں ہوتی۔ لہٰذا خیرات بھی حرام نہ ہوگی۔

دلیل نمبر ۸۔ نواب صاحب غیر مقلدوں کی ہدایت کے لیے لکھتے ہیں صدقہ وخیرات اللہ کی ناراضی کی آگ کو سرد بناتا ہے اور خیرات زندوں و مردوں کے لیے دنیا و آخرت میں یکساں مفید ہے۔ (بغیۃ الرائد ص ۱۰۶)

دلیل نمبر ۹۔ میاں صاحب لکھتے ہیں زندوں کی دعا سے مردوں کو فائدہ ہوتا ہے...... اور مشائخ اہلسنّت، جماعت کا مذہب بھی یہی ہے۔ اور عقائد میں موجود ہے کہ زندوں کی دعا و خیرات سے اموات کے لیے نفع ہے۔ (مسک الختام ج ۲ ص ۲۷۲)

دلیل نمبر ۱۰۔ میاں صدیق حسن غیر مقلد حضرت سعد بن عبادہ کی حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ دروے دلیل است برانکه صدقه مے رسد بمیت۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ خیرات میت کو پہنچتی ہے۔ (مسک الختام ج ۳ ص ۳۰۲) ہمارے نزدیک خیرات کا ثواب پہنچتا ہے یا خیرات کے بدلے انہیں بہشتی نعمتیں ملتی ہیں۔ (کمافی شرح الصدور للامام سیوطی)

ممکن ہے کہ میاں صاحب نے غیر مقلدوں کو سمجھانے کے لئے درج ذیل حدیث کو سامنے رکھ کر فرمادیا ہو کہ۔ صَدَقَۃُ مِنْ رَسَدُ بِمَیِّتٍ۔ حدیث شریف یوں ہے۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب المنامات میں اپنی سند سے راشد بن سعد سے روایت کی کہ ایک صحابی کی بیوی کا انتقال ہو گیا تو اس نے خواب میں بہت سی عورتیں دیکھیں لیکن اس کی بیوی ان میں موجود نہ تھی اس نے اپنی بیوی کے نہ آنے کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ تم نے اسے کفن چھوٹا دیا تھا تو وہ ہمارے ساتھ آنے میں شرم محسوس کرتی ہے، صحابی، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کسی ثقہ آدمی کا خیال رکھنا، ایک انصاری کی موت کا وقت آ گیا اس صحابی نے انصاری صحابی سے کہا۔ میں اپنی بیوی کا کفن آپ کو دیتا ہوں۔ انصاری نے کہا اگر کوئی فوت ہونے والوں تک کوئی چیز پہنچاتا ہے تو میں بھی پہنچا دوں گا۔ چنانچہ وہ صحابی دو زعفرانی رنگ کے کپڑے لایا اور انصاری صحابی کے کفن میں رکھ دیئے۔ پھر جب رات آئی تو صحابی نے اپنی بیوی کو ان کے ساتھ دیکھا اور وہ شوہر کے بھیجے ہوئے دونوں کپڑے پہنے ہوئے تھی (شرح الصدور عربی ص ۸۱) اس حدیث سے جو مسئلے ثابت ہوئے وہ یہ ہیں۔ (۱) قبر والے خواب میں زیارت کراتے ہیں (۲) قبر والوں کو چھوٹا کفن دیا جائے تو وہ شرم محسوس کرتے ہیں (۳) رسول اللہ ﷺ نے قبر والے کے پاس کپڑے بھجوانے کا حکم دیا (۴) فوت ہونے والے سے عہد لے کر کپڑے اس کے کفن میں رکھے گئے (۵) کپڑوں کو قبر والی کے پاس پہنچا دیا (۶) قبر والی نے کپڑے لے کر پہنے (۷) میت نے زندہ شوہر کو کپڑے دکھا دیئے۔

دلیل نمبر ۱۱۔ شیخ نذیر حسین غیر مقلد فتویٰ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ میت کی طرف سے خیرات کی جائے تو اس کا ثواب بلا شبہ پہنچتا ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے۔ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِیَّ ﷺ اِنَّ اُمِّیْ اُفْتُتِلَتْ نَفْسُھَا وَاَرَاھَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَھَلْ لَھَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ۔ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ میری ماں ناگہانی طور پر فوت ہو گئی ہے میرا خیال ہے اگر اسے بولنے کی مہلت ملتی تو وہ

صدقہ کے متعلق حکم دیتی اگر میں اس کی طرف سے کچھ صدقہ کر دوں تو ٹھیک ہے یا نہیں! آپ نے فرمایا ہاں (ٹھیک ہے) (فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۵۱۷) غیر مقلد کہتے ہیں کہ ایصال ثواب کی خیرات بریلویوں کی بدعت ہے جو انہوں نے پیٹ پرستی کے لیے ایجاد کی ہے ان کے اس جھوٹ کے ڈھول کا پول ان کے گھر سے کھل گیا ہے، بڑے غیر مقلدوں نے اسے قرآن وحدیث اور کتب عقائد وفقہ سے ثابت کر کے اس کی تحسین فرمائی ہے اب ان کا بدعتی فتویٰ بڑے اور چھوٹے غیر مقلدوں میں سے کسی ایک پر ضرور لگے گا۔ البتہ یہ بات سامنے آگئی کہ اہلسنّت بریلویوں کے وہ مسائل وعقائد جو بچاری غیر مقلدیت کو بدعت لگتے ہیں ان کی بنیاد قرآن وحدیث پر مبنی ہے۔ کَمَا ثَبَتَ الْآنَ۔ مندرجہ بالا گیارہ حوالے گیارہویں والے پیر کی نسبت سے پیش کرنے کے بعد مسلمانوں کے غوث اعظم کی (غنیۃ الطالبین عربی ج ۱ ص ۳۹) کا یہ حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ قبر کی زیارت کے وقت...... گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص اور کچھ دیگر آیات قرآنی پڑھ کر صاحب قبر کو اس کا ثواب پہنچائے...... اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنی مرادیں مانگے۔ غیر مقلدو۔ اب ایصال ثواب کی خیراتیں کرنا اور مزاروں پر جانا شروع کر دو۔

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں ابن رجب نے اپنی سند سے روایت کی ہے اس کے والد کو ایک بزرگ نے خواب میں فرمایا تم نے ہدیئے بھیجنے کیوں چھوڑ دیئے ہیں انہوں نے پوچھا کیا قبر والے زندوں کے ہدیوں کو پہچانتے ہیں قبر والے نے جواب دیا (ضرور پہچانتے ہیں) اگر زندہ لوگ نہ ہوتے تو مردے ہلاک ہو جاتے۔

(شرح الصدور عربی ص ۱۲۸)

نواب آف غیر مقلد میاں صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ شیخ عبداللہ یافعی نے روض الریاحین میں لکھا ہے کہ شیخ محی الدین عبدالسلام کو خواب میں دیکھا گیا انہوں نے فرمایا ہم دنیا میں یہ حکم دیتے تھے کہ قرآن مجید کا ثواب میت کے پاس نہیں پہنچتا دریں عالم بر خلاف آن ظاهر شد۔ عالم قبر میں اس کے خلاف ظاہر ہوا ہے (مسک الختام ج ۲ ص

(۲۷۶) نواب صاحب دوسری جگہ پر لکھتے ہیں۔ دریں عالم بر خلاف آن یافتیم۔ قبر کے جہان میں ہم نے اس کے خلاف پایا ہے۔ (مسک الختام ج ۳ ص ۳۰۳) یعنی قبر میں قرآن مجید کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔

مفتیان نجد کا فتویٰ

غیر اللہ کو نافع نہ ماننے والے غیر مقلدوں اور دیوبندیوں کیلئے ایک اور نافع تحفہ۔
دلیل نمبر ۱۲۔ اللجنۃ الدائمہ رکن عبداللہ بن قعود، عبداللہ بن غدیان، نائب صدر عبدالرزاق عفیفی، صدر عبدالعزیز بن باز، لکھتے ہیں۔ اسلام میں فوت ہونے والوں کے جو حقوق معروف ہیں وہ یہ ہیں کہ فوت ہونے والے مسلمانوں کیلئے دعا کی جائے ان کی طرف سے صدقہ (خیرات) کیا جائے...... اسلام نے ...... مسلمانوں کو اپنے زندہ اور مردہ بھائیوں کے ان حقوق کی پاسداری کی ترغیب دلائی ہے۔
(فتاویٰ دارالافتاء، سعودی عرب جلد دوم ص ۱۴۴)

ایصال ثواب کا منکر کون ہے؟

اس سوال کا جواب نواب آف غیر مقلد میاں صدیق حسن خان نے یہ دیا ہے۔
ومعتزلہ دریں جانیز راہ خلاف سپردہ اند۔ معتزلی ایصال ثواب کے خلاف راہ لے چکے ہیں (بغیۃ الرائد ص ۱۰۷) شرح عقائد، نبراس وتہذیب العقائد میں بھی اسی طرح ہے۔ مولوی عبدالحی م ۱۳۰۴ھ فرماتے ہیں جو شخص جس فرقے کا کام کرے گا اسی میں شمار کیا جاوے گا چنانچہ فرقہ وہابیین کو معتزلی کہتے ہیں۔ (مجموعۃ الفتاوی ج ۱ ص ۹۰)
تاریخ معتزلہ ص ۱۲،۴ وص ۱۳۴ پر ہے معتزلہ جدید ایک مدرسہ فکر ہے جسے ہندوستان کے بعض عقلیت پسند اور، روشن خیال.......... نے سرسید احمد خان کی سرکردگی میں قائم کیا تھا اور سرسید کے بعد اس کے رکن رکین سید امیر علی تھے...... اس سلسلے میں علی گڑھ کی درس گاہ خاص طور پر قابل ذکر ہے جس میں مذہب اسماعیلی کے مقتدا، اور پیشوا، اعظم نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

قارئین گرامی:۔ مسلمانو کے تمام فرقے مالی و بدنی اور مشترکہ عبادت کے ایصال ثواب کے قائل ہیں جس کا ثبوت آپ کے سامنے ہے۔ ہر قسم کے ایصال ثواب کے منکر معتزلی ہیں۔

معتزلیوں کا حکم

(۱) امام مالک بن انس اور فقہاء مدینہ اور امام شافعی نے معتزلی کی شہادت قبول کرنے سے انکار کیا ہے (۲) امام ابو یوسف نے معتزلہ پر کفر کا حکم لگایا ہے (۳) امام محمد بن حسن نے فتویٰ دیا جو معتزلی کے پیچھے نماز پڑھے اسے چاہیے کہ اپنی نماز کا اعادہ کرے (۴) امام احمد بن حنبل نے معتزلیوں کے بارے میں فرمایا وہ قرآن کو مخلوق مانتے ہیں لہٰذا وہ کافر ہیں (۵) سلیمان بن داؤد الہاشمی کہا کرتے تھے جو قرآن کو مخلوق کہتا ہے کافر ہے (۶) محمد بن یحیٰ نے کہا جو قرآن کو مخلوق کہتا ہے کافر ہے دائرہ ایمان سے خارج ہے اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو گئی اسے توبہ کرائی جائے اگر توبہ کر لے تو خیر ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے۔ اس کا مال مسلمانوں کیلئے غنیمت قرار دیا جائے اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔ (خلاصہ تاریخ معتزلہ ص ۳۶۴ و ۳۶۵) مولوی عبدالحئی لکھنوی کے والد ماجد علامہ عبدالحلیم فرماتے ہیں۔ معتزلی گمراہ ہیں۔ (نور الانوار ص ۲۴۷)

باب ششم

فضائل قل خوانی

حضرت ابوذر والی حدیث میں تین بار قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ پڑھنے کا ذکر موجود ہے اس لئے مسلمان میت کے ترکہ تقسیم کے وقت ہونے والی خیرات کو قل خوانی سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ سرکار ابدقرار ﷺ نے طعام پر فاتحہ خوانی ایک بار اور قل خوانی تین بار کی تھی لہٰذا بزرگوں نے اس کا نام قل خوانی رکھ دیا ہے اور یہ نام رکھنے کی ممانعت قرآن مجید وحدیث شریف میں کہیں نہیں آئی۔قرآن پاک میں چار سورتیں ایسی ہیں جن کی ابتدا کلمہ قل سے ہوتی ہے (۱) قُلْ یٰۤاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ۝ جوکوئی اسے چار بار پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ پورے قرآن پڑھنے کا ثواب عطا کرتا ہے۔(۲) قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ۝ جوکوئی اس سورۃ کو تین بار پڑھ لے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پورے قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔(۳) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۝ تعویذ کے لیے جادو سے بچانے کے لیے پڑھی جاتی ہے۔(۴) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۝ جادو کے اثر کو زائل کرتی ہے تعویذ کے کام آتی ہے۔عموماً یہ سورتیں مسلمانوں کو یاد ہوتی ہیں ان کے پڑھنے سے ثواب بھی بہت زیادہ ملتا ہے اس حکمت کے پیش نظر میت کی ایصال ثواب والی اس خیرات کو قل خوانی کہا جاتا ہے تاکہ شرکت کرنے والے قل شریف پڑھ کر ایصال ثواب کریں اور یہ عمل شریعت کے کسی قانون سے متصادم نہیں بلکہ مطلوب شریعت ہے۔قل خوانی سے روکنے والے دراصل قرآن پاک پڑھنے سے روک کر، پڑھنے والوں اور فوت ہوجانے والے مسلمانوں کو ثواب سے محروم کر کے شیطان کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ حضور پُرنور ﷺ نے فرمایا۔جوکوئی قرآن کا ایک حرف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دس نیکیوں کا اجر وثواب عطا فرماتا ہے (الحدیث) قرآن پاک جس طرح زندہ مومن کے لیے رحمت و شفاء ہے اس طرح فوت ہو جانے والے مسلمان کے لیے بھی رحمت و شفاء

ہے۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَاهُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا۔

رات کو قل خوانی

حضرت ابو درداء سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی قرآن مجید کی تلاوت کرے صحابہ کرام نے عرض کیا یہ تو ممکن نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ایک بار پڑھنا تہائی قرآن کے برابر ہے۔
(مسلم مشکوۃ ص ۱۸۵ و بخاری عن ابی سعید)

نماز کی ہر رکعت میں قل خوانی

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک شخص کو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لشکر کا امیر بنا کر بھیجا جب وہ نماز پڑھاتا تو الحمد کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ① پڑھتا جب یہ لوگ واپس لوٹے تو انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے اس بات کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا۔ معلوم کرو اس نے یہ عمل کیوں کیا ہے؟ اس نے کہا۔ لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمَانِ وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَءَهَا۔ اس سورت میں رحمان کی صفت ہے اور مجھے اس کی تلاوت پسند ہے حضور پُر نور ﷺ نے فرمایا۔ اسے بتادو۔ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهُ۔ اللہ تعالیٰ بھی اسے محبوب رکھتا ہے۔ (بخاری و مسلم، مشکوۃ ص ۱۸۵) ثابت ہوا کہ قل خوانی کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے لہذا قل خوانی کرو اور اپنے رب کے محبوب بنو۔

قل خوانی سے محبت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا۔ إِنِّي أُحِبُّ هٰذِهِ السُّورَةَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ۔ میں قل خوانی کو پسند کرتا ہوں آپ نے فرمایا تیری یہ محبت تجھ کو جنت میں لے جائے گی (ترمذی، مشکوۃ ص ۱۸۵) امام بخاری نے اس کا مفہوم روایت کیا ہے۔ بھائیو! قل خوانی سے بہشت ملے گی لہذا قل خوانی نہ چھوڑو اور اس سے منہ نہ موڑو۔

سونے سے پہلے قل خوانی

سیدہ عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو جب بستر پر لیٹتے تو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر ان پر دم کرتے اور جسم پر جہاں تک ہاتھ جاتا پھیر لیتے۔ آپ یہ عمل تین بار کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۸۶) اگر قل خوانی کا کوئی فائدہ نہ ہوتا تو حبیب خدا ﷺ یہ عمل کبھی نہ کرتے ہمیں بھی آپ کے طریقے پر چلنا چاہیے اور قل خوانی کرنی چاہئے۔ اس سے جھاڑ پھونک بھی ثابت ہو گیا۔

بے مثال قل خوانی

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کیا تم نے نہیں دیکھا آج رات جو آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ لَمْ یُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ۔ ان سے بہتر آیتیں ہرگز نہیں دیکھی گئیں اور وہ آیتیں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ہیں۔ (مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۸۵) لہٰذا ان کی تلاوت کر کے بے مثال قل خوانی کا ثواب حاصل کرنا چاہیے۔

قل خوانی سے پچاس سال کے گناہ معاف

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو آدمی دن میں دو سو بار قل قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی تلاوت کرے تو اس کے ۵۰ سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر یہ کہ اس پر کسی کا قرض نہ ہو (ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ ص ۱۸۸)

دوسری روایت میں ہے کہ ۵۰ بار تلاوت کرے اور اس روایت میں قرض کا ذکر نہیں۔ قل خوانی کر کے اپنے گناہ معاف کراؤ اور ایصال ثواب سے اہل قبور کی بخشش چاہو۔

قل خوانی سے جنت میں داخلہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی سونا چاہے تو اسے چاہئے کہ دائیں کروٹ لیٹ کر سو بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے قیامت کے دن اس

بندے سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے داہنی طرف سے جنت میں داخل ہوجا۔
(ترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۸۸)

قل خوانی کرنے والے بہشت میں جائیں گے اور قل خوانی کے منکر محشر میں ان کا منہ تکتے رہ جائیں گے

قل خوانی سے جنت واجب ہوگئی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے سنا تو آپ نے فرمایا۔ واجب ہوگئی۔ میں نے عرض کیا۔ کیا واجب ہوگئی۔ فرمایا۔ جنت۔ (مالک و ترمذی و نسائی، مشکوٰۃ ص ۱۸۸) قل خوانی والے کے لیے جنت واجب ہوجاتی ہے لہٰذا قل خوانی کر کے جنت میں داخلہ لو۔

قل خوانی ہر شئے کے لیے کافی

حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم شدید بارش اور اندھیری میں حضور ﷺ کی تلاش میں نکلے جب آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا پڑھو۔ میں نے عرض کیا، کیا پڑھوں۔ آپ نے فرمایا۔ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کو صبح شام تین تین مرتبہ پڑھو یہ تمہیں ہر چیز کے لیے کافی ہوں گی۔ (ترمذی و ابوداؤد و نسائی، مشکوٰۃ ص ۱۸۸) قل خوانی سے ہر قسم کی پریشانی دور ہوجاتی ہے۔ سبحان اللہ

قل خوانی بے مثال پناہ گاہ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن حضور ﷺ کے ساتھ حجفہ اور ابواء کے درمیان سفر میں تھا تو آندھی اور جھکڑ چلنے لگے آپ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھنے لگے اور مجھے حکم دیا کہ تم بھی ان کے وسیلہ سے پناہ مانگو کیونکہ کسی پناہ حاصل کرنے والے کو ان کی مثل پناہ نہیں ملی (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۱۸۸) قل خوانی مسلمانوں کے لیے پناہ گاہ ہے۔ اور جس نے قل خوانی سے پناہ پکڑی تو اسے اللہ تعالیٰ نے

بے مثال پناہ دے دی۔

قل خوانی شرک سے نجات دیتی ہے

حضرت فروہ بن نوفل رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ یارسول اللہ۔ مجھے کوئی چیز بتائیں جو میں سوتے وقت پڑھوں۔ آپ نے فرمایا۔ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھو۔ فَاِنَّهَا بَرَآءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ۔ وہ شرک سے محفوظ رکھتی ہے (ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۱۸۸) سورۃ الکافرون کی قل خوانی شرک سے بچاتی ہے اور بندے کو توحید پر قائم رکھتی ہے لہٰذا، اسے بھی پڑھنا چاہیے۔

قل خوانی اللہ پاک کی بارگاہ میں جلد پہنچنے والی ہے

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت لاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ یارسول اللہ میں سورہ یوسف یا سورہ ہود۔ پڑھوں آپ نے فرمایا۔ تم کسی سورۃ کو سوائے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ کے اللہ تعالیٰ کے یہاں زیادہ جلد پہنچنے والی نہ پاؤ گے (احمد ونسائی و دارمی، مشکوٰۃ ص ۱۸۸) سورۃ الفلق کی یہ خاصیت ہے کہ وہ پڑھنے والے کی معروضات بارگاہ الوہیت میں جلد پہنچاتی ہے۔

قل خوانی سے جنت کا محل

حضرت سعید بن مسیب مرسلا روایت لاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی، دس بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے اس کے لیے جنت میں ایک محل ہوگا اور جو کوئی بیس مرتبہ پڑھے اس کے لیے دو محل ہوں گے جو تیس مرتبہ پڑھے اس کے لیے تین محل ہیں، حضرت عمر نے کہا، یارسول اللہ ﷺ قسم بخدا، پھر تو ہم بہت سارے محل بنالیں گے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں ہے (دارمی، مشکوٰۃ ص ۱۹۰) لہٰذا زیادہ سے زیادہ قل خوانی کرو اور اپنے محل جنت میں بنواؤ۔ بھائیو!۔ جو لوگ قل خوانی سے روکتے ہیں وہ جنت میں آپ کو محل نہیں بنانے دیتے جو آپ کو جنت میں محل نہیں بنانے دیتے وہ آپ کے خیر خواہ نہیں

ہیں۔قل خوانی کرواور جنت میں محل بناؤ۔

فاتحہ خوانی ہر بیماری کی دوا

حضرت عبدالملک بن عمیر سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ میں ہر بیماری کی شفاء ہے (دارمی، بیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ ص ۱۸۹) فاتحہ پڑھنے سے ہر قسم کی بیماری ٹل جاتی ہے اور شفاء مل جاتی ہے لہٰذا، اسے بھی میں ختم شامل کیا گیا ہے۔

عمل صحابہ کرام

بخاری شریف ج ۱ ص ۳۰۴ سے حضرت ابوسعید کی روایت کا خلاصہ ترجمہ پیش خدمت ہے۔صحابہ کرام کا لشکر ایک قبیلے میں پہنچا اور مہمانی طلب کی انہوں نے انکار کر دیا قبیلے کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا ان کا علاج معالجہ بے کار رہا تو وہ مجبوراً صحابہ کرام کے پاس آئے اور علاج کے لیے کہا ایک صحابی نے فرمایا معاوضہ دو تو میں دم کر دوں گا اور وہ تندرست ہو جائے گا معاوضہ مقرر ہوا صحابی نے جا کر فاتحہ پڑھی اور دم کر دیا مریض ٹھیک ہو گیا تو انہوں نے معاوضہ بکریوں کی صورت میں دے دیا صحابہ کرام وہ بکریاں لے کر حضور پُرنور ﷺ کی خدمت میں پہنچے آپ نے ہنس کر فرمایا بکریوں کے حصے کرو اور ایک حصہ میرا بھی نکالنا۔مولانا امجد علی اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جھاڑ پھونک کی اجرت لینا جائز ہے جب کہ قرآن سے ہو یا ایسی دعاؤں سے جن میں ناجائز و باطل الفاظ نہ ہوں۔(بہار شریعت ح ۱۴ ص ۱۰۷)

مسئلہ: بہت سے لوگ تعویذ کا معاوضہ لیتے ہیں یہ جائز ہے...... مگر یہ ضروری ہے کہ تعویذ ایسا ہو کہ اس میں شرعی قباحت نہ ہو جیسے دعائیں اور آیات قرآنی یا ان کے اعداد یا کسی اسم کا نقش لکھا جائے۔اگر تعویذ میں ناجائز الفاظ لکھے ہوں یا شرک و کفر کے الفاظ ہوں تو ایسا تعویذ لکھنا بھی ناجائز ہے اور اس کا لینا و باندھنا سب ناجائز ہے۔

(بہار شریعت ح ۱۴ ص ۴۵۶۔مطبوعہ حاجی نیاز احمد ملتان)

باب ہفتم

اس باب میں دن مقرر کرنے، طعام سامنے رکھنے اور، روحوں کا اپنے گھر کی طرف آنے کے بارے میں مختصر، ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ ایصال ثواب کی خیرات جس دن کی جائے جائز ہے اور عرفا وعادۃً دن مقرر کر کے اسے بجا لایا جائے تو یہ بہتر ہے۔ وہ دن یاد رہتا ہے۔ تمام مسائل و مراحل کی انجام دہی کا اہتمام وانتظام بروقت ہو جاتا ہے۔ اس کی چند دلیلیں ملاحظہ فرمائیں۔

دن مقرر کرنا

(۱) حضور ﷺ شہداء احد کی زیارت کیلئے سال کے آخر میں تشریف لاتے تھے۔ (البدایہ والنہایہ وابن منذروابن مردویہ عن انس بن مالک، الحجۃ الفائحہ ص ۲۲ فتاوی شامی ج ۱ ص ۶۶۵)

(۲) امام ابن جریر نے اپنی تفسیر میں محمد بن ابراہیم سے اسے روایت کیا ہے اس میں ہے کہ خلفاء ثلاثہ بھی اس پر عمل پیرا تھے تفسیر کبیر میں بھی اسی طرح ہے۔ (الحجۃ الفائحہ ص ۲۳)

(۳) مسجد قبا شریف جانے کیلئے حضور ﷺ نے ہفتہ کا دن مقرر فرمایا تھا۔

(بخاری ومسلم عن ابن عمر، مشکوٰۃ، باب المساجد)

(۴) حضور ﷺ نے اپنا میلاد منانے وشکر رسالت ادا فرمانے کیلئے پیر کا دن مقرر فرمایا تھا۔

(مسلم، مشکوٰۃ)

(۵) حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مشورہ کرنے کیلئے صبح وشام کا وقت مقرر فرمایا تھا۔ (صحیح بخاری، الحجۃ الفائحہ ص ۱۹)

(۶) حضور ﷺ نے سفر جہاد کیلئے جمعرات کا دن مقرر فرمایا تھا۔

(صحیح بخاری عن کعب بن مالک، الحجۃ الفائحہ ص ۱۹)

(۷) حضور ﷺ نے روزہ رکھنے کیلئے جمعرات و جمعہ کا دن مقرر فرمایا تھا۔ (مشکوٰۃ)

(۸) ابو شیخ ابن حیان اور دیلمی کے نزدیک بروایت ابن مالک بسند صالح طلب علم کیلئے اتوار کا دن مقرر کیا تھا۔ (الحجۃ الفائحہ ص ۱۹)

(۹) صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود نے وعظ و نصیحت کیلئے جمعرات کا دن مقرر فرمایا تھا۔ (صحیح بخاری، الحجۃ الفائحہ ص ۱۹)

(۱۰) علمائے، سبق شروع کرنے کیلئے بدھ کا دن مقرر کرتے ہیں۔ جیسے کہ امام برہان الاسلام زرنوجی کی کتاب تعلیم المتعلم میں ہے انہوں نے اپنے استاد امام برہان الدین، صاحب ہدایہ سے اسے روایت کیا صاحب ہدایہ نے فرمایا، سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۵۰ھ بھی اسی طرح کرتے تھے۔ (الحجۃ الفائحہ ص ۱۹)

حضور ﷺ، خلفاء رسول و صحابہ کرام اور آئمہ وفقہاء نے یہ دن عرفاً و عادۃً مقرر کر لئے اور وہ یہ نہیں فرماتے کہ یہ امور دوسرے دن انجام دینے منع ہیں یا ثواب کم ہوگا یا یہ تعیین شرعی ہے کہ اس کی خلاف ورزی سے عمل بیکار ہو جائے گا۔ ان کی یہ ترجیح ارادی ہے کہ اسمیں کم از کم یاد، دہانی اور آسانی والی مصلحت کارفرما ہے ایصال ثواب کی خیراتوں کا دن و وقت مقرر کرنے کی بنیاد بھی مندرجہ بالا قانون و قاعدے پر مبنی ہے۔ مندرجہ بالا محکم دلیلوں سے جی نہ بھرا ہوا تو درج ذیل کتب سے دن و وقت مقرر کرنے کا ثبوت دیکھ کر تسلی کر لیں (۱) الحجۃ الفائحہ از شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز (۲) فتاوٰی شاہ رفیع الدین محدث دہلوی ابن امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۳) کلیات امدادیہ ص ۲۷ و ۳۷۔ از حضرت شاہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کے حوالے پہلے بھی گزر چکے ہیں۔

اتمام حجت:۔ دن و وقت مقرر کرنے کا مسئلہ قرآن مجید سورۃ مریم آیت ۱۵۔ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا۔ اور آیت نمبر ۳۳۔ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿۳۳﴾۔ اور سورۃ ابراہیم آیت ۵۔ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ اور

حدیث شریف کہ حضور ﷺ نے مدینہ کے یہودیوں سے پوچھا تم یوم عاشور کا روزہ کیوں رکھتے ہو انہوں نے کہا اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کو فرعون کے ظلم و استبداد سے نجات دی تو سرکار نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کرام کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا (بخاری شریف) اور حدیث شریف نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ سے ثابت ہے لیکن منکروں کے خودساختہ مقرر دن و وقت کی تفصیل پیش خدمت ہے جو انہیں خلاف شرع نظر نہیں آتی (۱) لشکر طیبہ والے غیر مقلد لاہور کے قریب سالانہ طور پر اپنا اجتماع ایام مقررہ اور وقت متعینہ پر کرتے رہے (۲) دیوبندی وغیر مقلد اپنے مدرسوں کے سالانہ جلسے مقرر دن و، وقت میں کرتے ہیں (۳) دیوبندیوں کی تبلیغی جماعت کا سالانہ اجتماع مقرر دن و، وقت پر رائے ونڈ میں ہوتا ہے۔ مندرجہ بالا تمام جلسوں کے آخر میں دیوبندی وغیر مقلد وڈیرا دعا کراتا ہے اس بے ثبوتی دعا پر آمین کہنے والے دعا بعد نماز جنازہ جس کے ثبوت کے بیسوں دلائل محکم موجود ہیں اس پر اعتراض کرتے نہیں تھکتے۔ (1)

ان کے مدرسوں میں تدریسی سلسلہ کیلئے اوقات نامہ اور تعطیلات و تدخیلات کیلئے دن و، وقت مقرر ہے قراۃ کی محفلیں اور شادی بیاہ و نکاح کیلئے اور ولیمہ وغیرہ کیلئے وہ خود وقت و دن مقرر کرتے ہیں جبکہ شریعت میں ان چیزوں کے وقت و دن مقرر کرنے کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ **ایں گناهیست که در شهر شما نیز کنند۔** اگر دن و، وقت مقرر کرنا گناہ ہے تو یہ گناہ تمہارے گھر میں بھی موجود ہے۔

نواب آف غیر مقلد میاں صدیق حسن بھوپالی نے ایک حدیث کے تحت لکھا ہے۔ در ینجا دلالت ست بر اینکہ مستحب است تقدیم تبین روز برائے مردم تا کہ طیار شوند برائے آن۔ یہاں اس پر دلالت ہے کہ لوگوں کے لیے پہلے دن مقرر کر دینا تا کہ وہ اس کے لیے پہلے تیار ہو جائیں۔ (مسک الختام ج ۲ ص ۱۷۹)

(۲) بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہر جمعہ کے دن اپنے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ

1۔ دعا بعد نماز جنازہ کے ثبوت کیلئے دیکھیں ''الدعا بعد صلاۃ الجنازہ'' مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

عنہ کے مزار پر جاتی تھیں وہاں نماز پڑھتی تھیں اور گریہ بھی کرتی تھیں۔ (مسک الختام ج ۲ ص ۲۸۵)

بیہقی نے شعب الایمان میں حدیث لکھی ہے کہ جو اپنے والدین یا کسی ایک کی قبر کی زیارت جمعہ کے دن کرے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اسے نیکی کرنے والا لکھ دیا جاتا ہے (مسک الختام ج ۲ ص ۲۸۵) دن مقرر کرنا مذموم ہوتا تو مندرجہ بالا امور کے لیے دن مقرر نہ کیے جاتے۔ اسلام میں دن مقرر کرنا محمود و مستحسن ہے۔

طعام سامنے رکھنا

کھانے کی چیزیں سامنے رکھ کر قرآن مجید کی سورتیں و آیتیں پڑھنے کے دلائل پہلے گزر چکے ہیں چند دلائل مزید ملاحظہ فرمائیں (۱) جب ہم کھانا کھاتے ہیں تو پہلے بسم اللہ شریف پڑھتے ہیں (۲) حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں بی بی ام سلیم نے کھانا بھیجا...... آپ نے اس کھانے پر ہاتھ مبارک رکھا۔ و تکلم بما شاء۔ اور اپنی مرضی سے کلام پاک پڑھا تو اس کھانے میں اتنی برکت ہوئی کہ اسے تین سو آدمی نہ کھا سکے (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ ص ۵۳۹) معلوم ہوا جس کھانے پر کلام پڑھی جائے وہ کھانا بابرکت ہو جاتا ہے (۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ تبوک میں لشکر اسلام کو بھوک نے ستایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب میں عرض کیا کہ آپ لشکر کا بچا ہوا توشہ منگوا کر اس پر دعاء برکت فرمائیں آپ نے ایسا کرنے کا حکم دیا جب دستر خوان پر تمام اشیاء جمع ہو گئیں۔ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ بِالْبَرَكَةِ تو آپ نے اس کھانے کی چیزوں پر دعا برکت فرمائی ان چیزوں میں اتنی برکت ہوئی کہ سب نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور توشہ دان بھر لئے پھر بھی چیزیں دستر خوان پر بچی پڑیں رہیں (مشکوٰۃ ص ۵۳۸)

سیدہ ام المومنین حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی طعام کھائے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بھول جائے تو وہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ (ترمذی وابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۳۶۵)

میزبان رسول کریم ﷺ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت سراپا برکت میں حاضر تھے کہ کھانا پیش کیا گیا ہم نے اس سے زیادہ برکت والا کھانا نہیں دیکھا تھا اول میں ہم نے کھانا کھایا تو آخر تک اس میں برکت کم نہ ہوئی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیوں ہوا، فرمایا جب ہم کھانا کھانے لگے تو سب نے اللہ کا ذکر کر لیا (یعنی قرآن مجید پڑھ لیا) پھر ایک ایسا شخص کھانے میں شریک ہو گیا جس نے اللہ پاک کا نام نہ لیا تو اس کے ساتھ شیطان بھی شریک ہو گیا۔ (شرح السنۃ مشکوٰۃ ص ۳۶۵)
یعنی جس کھانے پر بسم اللہ شریف نہ پڑھی جائے اور قرآنی خوانی نہ کی جائے تو اس طعام کے کھانے میں شیطان شریک ہو کر کھاتا ہے اور اس طعام سے برکت اٹھ جاتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جس کھانے پر بسم اللہ پڑھی جائے وہ کھانا شیطان پر حرام ہو جاتا ہے مومن پر نہیں۔

حضرت امیہ بن مخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا اور اس نے بسم اللہ شریف نہ پڑھی یہاں تک کہ کھانے کا صرف ایک لقمہ باقی رہ گیا جب اس نے اسے اپنے منہ کی طرف اٹھایا تو اس نے پڑھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ شیطان نے جو کھا لیا تھا قے کر کے سب کچھ نکال دیا (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۳۶۵)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا شیطان اس طعام کو اپنے لیے حلال سمجھتا ہے جس پر اللہ پاک کا نام نہیں لیا جاتا۔

(مسلم، مشکوٰۃ ص ۳۶۳)

طعام پر قرآن مجید پڑھنے کا حکم اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے دیا ہے قرآن مجید کی ایک آیت پڑھنے کا کرشمہ ظاہر ہے اگر زیادہ آیتیں و سورتیں پڑھی جائیں تو یقینا برکت و رحمت و شفا میں اضافہ ہو گا سائنسدانوں نے تجزیہ کیا ہے کہ جس کھانے و پانی پر قرآن مجید یا کم از کم تسمیہ پڑھی جائے اس کھانے و پانی کی خاصیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ یعنی وہ کھانا شیطان مردود کے لیے حرام ہو جاتا ہے شیطان اور اس کے چیلے چانٹے اس طعام کے نزدیک نہیں بھٹک سکتے ہاں جو کھانا قرآن کی تلاوت سے محروم کر دیا جائے وہ شیطان کی غذا

وخوراک بن جاتا ہے۔لہٰذا کوئی مومن کھانے پر قرآن پڑھنے سے نہیں روک سکتا۔

مندرجہ بالا حدیثوں سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کا یہ عمل وحکم قرآن مجید کے مطابق ہے، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ (انعام) ترجمہ: تو کھاؤ اس سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اگر تم ان کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو۔یعنی جس کھانے پر یا جس ذبیحے پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہے وہ کھانا پانی وغیرہ مومنوں کے لیے حلال ہے۔حضور پرنور ﷺ نے فرمایا جس کھانے پر (کم از کم) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ لی جائے تو وہ کھانا شیطان نہیں کھاسکتا (مسلم شریف) یعنی وہ کھانا شیطان اور اس کی اولاد پر حرام ہوجاتا ہے۔بعض انسانوں کے روپ میں آکر شیطان اس لیے شور مچاتا ہے کہ ختم مت پڑھو۔ختم پڑھنے سے طعام حرام ہوجاتا ہے۔اور جب ختم پڑھ لیا جاتا ہے تو روکنے والا بھی اس کھانے کو کھارہا ہوتا ہے۔اللہ پاک کی مرضی کسی کو حلال کر کے کھلاتا ہے اور کسی کو حرام کہلوا کر پھر کھلاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو حکم دیا ہے کہ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ (انعام) ترجمہ: اور نہ کھاؤ اس سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اور بے شک وہ (کھانا) گناہ ہے اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے رہتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کا کہا مان لیا تو بے شک تم مشرک ہوجاؤ گے۔اللہ، اللہ وہ ذبیحہ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے یا وہ طعام جس پر قرآن نہ پڑھا جائے اس کے کھانے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا ہے۔اور شیطان مردود ختم نہیں پڑھنے دیتا اور اللہ پاک کا نام نہیں لینے دیتا اور اپنے دوستوں کو ختم پڑھنے والوں کے ساتھ لڑنے جھگڑنے پر آمادہ کرتا رہتا ہے۔جو لوگ شیطان کی بات مان کر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے یعنی قرآن نہیں پڑھتے وہ کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سامنے رکھ کر ان پر اللہ کا ذکر کرنا قرآن مجید کی تلاوت کرنا، درود شریف پڑھنا، دعا مانگنا، نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا اور مزید

نعمتیں طلب کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اس لیے اس بے نیاز نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ایسی چیزیں استعمال کریں۔ جن پر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوا اور جن نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہوا نہیں استعمال نہ کرو۔ لیکن شیطان اور اس کے چیلے کہتے ہیں کہ وہ چیزیں استعمال کرو۔ جن پر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو۔ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے یعنی ختم شریف پڑھتا ہے تو ان کی طبیعت بگڑ جاتی ہے اور ان کو بدحواسی کے دورے پڑنے لگ جاتے ہیں اور وہ پوچھنا شروع کر دیتے ہیں کیا رسول اللہ ﷺ نے قل شریف پڑھے تھے کیا صحابہ کرام نے قل پڑھے تھے؟ اگر حضور پرنور قل شریف نہ پڑھتے اور صحابہ کرام آپ سے نہ سنتے اور امت کو نہ بتاتے تو آج مسلمان قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کیسے پڑھتے؟ اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر کتنا واضح اعلان فرمایا ہے کہ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ الآیہ

ترجمہ: اور تمہیں کیا ہوا کہ تم نہیں کھاتے اس پر جس پر اللہ کا نام لیا گیا حالانکہ اللہ نے تمہارے لیے کھول کر بیان کر دیا ان چیزوں کو جو تم پر حرام کیں (مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن والے کھانے کو حرام نہیں کیا)

سوال ۱: جس چیز پر غیر اللہ کا نام آ جائے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے اس لیے ختم والی چیز حرام ہوتی ہے؟

جواب: پہلے گزر چکا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پیارے رسول کریم ﷺ کے سامنے ایصال ثواب کرتے ہوئے اپنے وفات یافتہ لوگوں کا نام لیا۔ مثلاً هٰذَا بِئْرُ لِاُمِّ سَعْدٍ، یہ سعد کی ماں کا کنواں ہے۔ غور کریں قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے لیکن اس کی ہر سورۃ پر غیر اللہ کا نام آتا ہے مسجد بیت اللہ ہے لیکن اس پر ہر فرقے اور خطیب اور امام کا نام آتا ہے مدرسوں پر فرقے والوں کے نام آتے ہیں، جلسوں وجلوسوں پر فرقے والوں کے نام آتے ہیں گھروں پر ان میں ساکنوں کے نام آتے ہیں۔ جانوروں پر ان مالکوں کے نام آتے ہیں اولاد پر ان کے باپوں کے نام آتے ہیں۔ بیویوں پر ان کے شوہروں کے نام

آتے ہیں۔زمین اور کنوؤں پر ان کے مالکوں کے نام آتے ہیں۔یعنی دنیا، اسباب میں ہر ایک چیز غیر اللہ کے نام سے منسوب نظر آتی ہے اگر آپ کا کلیہ مان لیا جائے تو پھر سب کچھ حرام ہو جائے گا۔

حقیقی اور مجازی وعرفی ملکیت پیش نظر ہوتی تو اعتراض کی نوبت نہ آتی۔

یہ دلیلیں دانا کے لیے کافی ہیں اور یہ مسئلہ سمجھ میں آ سکتا ہے کہ کھانے پر ذکر اللہ دورد شریف، کلمہ شریف، قل شریف، الحمد شریف و دیگر قرآنی آیات پڑھنا برکت کا باعث ہیں افسوس ہے ان پر جو ایسے کھانے کو حرام کرتے پھرتے ہیں۔لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمُ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے۔ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ (ترجمہ) پھر کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو۔جس کھانے پر قرآن مجید سے ذکر اللہ کیا جائے وہ مومنوں کیلئے حلال طیب اور برکت والا ہے شیطان پلید کیلئے حرام ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔حدیث شریف میں آیا ہے۔کھانے پر اللہ کا نام نہ لینے سے شیطان اس کو حلال کر لیتا ہے۔

(حجۃ اللہ البالغہ اردو ص ۶۰۱)

روح دنیا والے گھر آتی ہے

دلیل نمبر ا۔دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے مستند امام شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ فرماتے ہیں۔ودر بعض روایات آمداست کہ روح میت آید خانہ خود، در شب جمعہ۔پس نظر میکند کہ تصدق وے میکنند از وے یا نہ۔اور بعض روایات میں آیا ہے کہ میت کی روح جمعرات کو اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے رشتہ دار خیرات کرتے ہیں یا نہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ا ص ۷۱۷)

دلیل نمبر ۲۔نواب آف غیر مقلد میاں صدیق حسن بھوپالی نے لکھا ہے کہ مومنوں کی روحیں سیر کرنے کی قدرت رکھتی ہیں (مسک الختام ج ۲ ص ۲۸۲)

دلیل نمبر ۳۔انبیاء وشہیدوں،صدیقوں اور ولیوں کی روحیں ہر جا کہ خاہند سیر کنند وبخورند و بیاشامند۔ جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں اور کھاتی پیتی ہیں (مسک الختام، ج ۲ ص ۲۸۳)

دلیل نمبر ۴۔شیخ الاسلام کشف الغطا عما لزم للموتی علی الاحیا فصل ہشتم میں فرماتے ہیں غرائب اور خزانہ میں ہے کہ مومنوں کی روحیں ہر جمعرات کو عید وعاشورے کے دن اور شب برات پر اپنے گھر آتی ہیں اور دروازے سے باہر کھڑی غم واندوہ کے لہجے میں بلند آواز سے پکارتی ہیں اے میرے گھر والو اے میرے بچو، اے عزیزو میرے لئے خیرات کرو مجھ پر مہربانی کرو۔(اتیان الارواح ص ۲۷)

دلیل نمبر ۵۔امام عبداللہ بن مبارک وابوبکر بن ابی شیبہ امام بخاری وامام مسلم کے استاد، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے موقوفاً اور امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم مستدرک اور ابونعیم حلیہ میں بسند صحیح حضور پرنور سے مرفوعاً راوی کہ بے شک دنیا کافر کی بہشت اور مسلمان کا قید خانہ ہے جب مسلمان کی جان نکلتی ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی زندان میں تھا اب آزاد کر دیا گیا تو وہ زمین میں گشت کرنے اور بافراغت چلنے لگا۔

(ترجمہ روایت ابن مبارک، اتیان الارواح ص ۲۸)

دلیل نمبر ۶۔ابوبکر کی روایت ہے جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے جہاں چاہے جائے اور سیر فرمائے۔

دلیل نمبر ۷۔ابن ابی الدنیا وامام بیہقی حضرت سعید بن مسیب سے راوی حضرت سلمان فارسی اور عبدالسلام آپس میں ملے ایک نے دوسرے سے کہا اگر تم مجھ سے پہلے انتقال کرو تو مجھے خبر دینا کہ وہاں کیا پیش آیا، کہا، کیا زندے اور مُردے بھی ملتے ہیں، کہا بیشک مسلمانوں کی روحیں جنت میں ہوتی ہیں انہیں اختیار ہوتا ہے جہاں چاہیں جائیں۔

دلیل نمبر ۸۔ابن مبارک کتاب الزہد وابوبکر بن ابی الدنیا وابن مندہ سلیمان سے راوی فرمایا بیشک مسلمانوں کی روحیں زمین کے برزخ میں ہیں جہاں چاہیں جاتی ہیں اور کافر کی روحیں سجین میں قید ہوتی ہیں۔

دلیل نمبر ۹۔ ابن ابی الدنیا امام مالک سے راوی وہ فرماتے تھے مجھے حدیث پہنچی ہے کہ مسلمانوں کی روحیں آزاد ہیں جہاں چاہیں جاتی رہتی ہیں۔

دلیل نمبر ۱۰۔ امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں امام ابوعمر ابن عبدالبر نے فرمایا راجح یہ ہے کہ کہ شہیدوں کی روحیں جنت میں ہیں اور مسلمانوں کی میدان قبور پر جہاں چاہیں آتی جاتی ہیں۔

دلیل نمبر ۱۱۔ علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں بیشک جب روح اس قالب سے جدا اور موت کے باعث قیدوں سے رہا ہوتی ہے جہاں چاہتی ہے گشت کرتی رہتی ہے۔

دلیل نمبر ۱۲۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی بھی تذکرۃ الموتی مین لکھتے ہیں اولیا کی روحیں زمین و آسمان اور بہشت میں جہاں چاہتی ہیں چلی جاتی ہیں۔

دلیل نمبر ۱۳۔ خزانۃ الروایات میں بعض علما محققین سے مروی ہے کہ روحیں جمعرات چھٹی پاتی ہیں اور پھیل جاتی ہیں پہلے اپنی قبروں پر آتی ہیں پھر اپنے گھروں میں آتی ہیں۔

دلیل نمبر ۱۴۔ دستور القضاۃ مستند صاحب مائۃ مسائل میں فتاوی امام نسفی سے ہے بیشک مسلمانوں کی روحیں ہر روز و جمعرات اپنے گھر آتی ہیں اور دروازے کے پاس کھڑے ہو کر دردناک آواز سے پکارتی ہیں کہ اے گھر والو، میرے بچو، اے میرے عزیزو، ہم پر خیرات کر کے مہربانی کرو ہمیں یاد کرو بھول نہ جاؤ ہماری غریبی پر ترس کھاؤ۔

دلیل نمبر ۱۵۔ خزانۃ الروایات مستند صاحب مائۃ مسائل میں ہے حضرت ابن عباس سے روایت ہے جب عید یا جمعہ یا عاشورے کا دن یا شب برات ہوتی ہے اموات کی روحیں آکر اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑی ہوتی ہیں اور کہتی ہیں۔ ہے کوئی جو ہمیں یاد کرے۔ ہے کوئی جو ہم پر ترس کھائے۔ ہے کوئی جو ہماری غربت کی یاد دلائے۔

دلیل نمبر ۱۶۔ اسی طرح کنز العباد میں بھی کتاب الروضہ امام زندوسی سے منقول ہے (اتیان الارواح ص ۲۷ تا ص ۳۰)، یعنی روحیں آتی ہیں اور صدا دیتی ہیں۔

قبر والے کی خواہش

حضرت عباس بن یعقوب بن صالح انباری فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ (یعقوب) سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ بعض صالحین نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا تو اس نے فرمایا اے میرے پیارے بیٹے تم نے ہمیں اپنے تحفے بھیجنے کیوں بند کر دیئے ہیں؟ بیٹے نے کہا ابو کیا مردے زندوں کے تحفوں کو پہنچانتے ہیں؟ فرمایا۔ اے میرے پیارے بیٹے۔ لَوْلَا الْاَحْيَاءُ لَهَلَكَتِ الْاَمْوَاتُ۔ اگر زندے نہ ہوتے تو مردے فنا ہو جاتے (شرح الصدور ص ۱۲۸) معلوم ہوا کہ قبر والا علم شعور و ادراک رکھتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ صحابہ نے بے خبری میں ایک قبر پر خیمہ لگا دیا قبر والے آدمی نے سورۃ ملک پڑھنی شروع کر دی حتیٰ کہ اسے ختم کر دیا صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کو ماجرا سنایا آپ نے فرمایا یہ سورت عذاب کو روکنے والی اور نجات دلانے والی ہے (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۷، مشکوٰۃ ص ۱۸۷) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث کو امام حاکم و امام بیہقی نے روایت کیا ہے امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے اور امام ابو القاسم سعدی نے کتاب الروح میں لکھا ہے کہ واقعہ سننے کے بعد حضور پرنور ﷺ نے تصدیق فرما دی ہے کہ میت قبر میں قرآن پڑھتی ہے (شرح الصدور و عربی ص ۷۹) ابو حماد جو با اعتماد اور پرہیزگار تھے انہوں نے فرمایا کہ جمعہ کے دن دوپہر کے وقت میں قبرستان میں گیا، جس قبر سے گزرتا قرآن کی تلاوت سنتا۔ حضرت ثابت بنانی کی قبر سے گزرنے والوں نے ان سے قرآن مجید کی تلاوت سنی تھی (شرح الصدور ص ۷۹) ترنڈہ محمد پناہ منچن روڈ پر واقع پنج پیروں کے مزاروں سے قرآن مجید کی آواز سننے کی شہادت سامنے آئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

قارئین گرامی۔ صحابہ کرام آئمہ اسلام کے حوالوں سے آپ نے پڑھ لیا ہے کہ روحیں گھر آتی ہیں صدقہ و خیرات کا مطالبہ کرتیں ہیں لہٰذا ان کیلئے ایصال ثواب کی خیرات کرنا مستحسن و مستحب ہے۔ اس مسئلہ کا تعلق نہ عقائد سے اور نہ حلال و حرام سے اس لئے اسکا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

ختم شریف

کوئی رکوع۔ یا سورت پڑھنے کے بعد ایک بار سورۃ کافرون، تین بار سورۃ اخلاص، ایک بار سورۃ فلق، ایک بار سورۃ الناس، ایک بار سورۃ فاتحہ پھر سورۃ بقرہ کی پہلی آیتیں۔ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ تک پڑھیں پھر۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ دَعْوٰى هُمْ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلَامٌ وَآخِرُ دَعْوٰى هُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمُوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا وَمُوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ پھر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے یا اللہ جملہ کلام پاک کا ثواب اور جو چیزیں موجود ہیں ان کا ثواب حضور ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۃً وتحفۃً پہنچا۔ انبیاء کرام و مرسلین عظام و اہل بیت اور آل اطہار و صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کی روحوں کو ثواب پہنچا ان مقدس بزرگوں کے وسیلہ جلیلہ سے خصوصاً فلاں کی روح کو ثواب عطا فرما اور مؤمنین و مومنات کی روحوں کو ثواب سے سرفراز فرما۔ پھر دعا مانگ کر ہاتھ منہ پر پھیر لے۔

انگوٹھے چومنے کا مسئلہ

اہلسنّت ختم میں جب حضور ﷺ کا نام نامی اسم گرامی سنتے ہیں تو اپنے انگوٹھوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر لگاتے ہیں۔ اس عمل کی اصل وجہ تو رسول اللہ ﷺ کی محبت ہے۔ جس طرح صحابہ کرام آپ ﷺ کے لعاب دہن اور ریزش پاک اور وضو والے پانی کو اپنے منہ پر لگاتے تھے۔ ان کا یہ عمل آپ ﷺ سے کمال محبت کی بنا پر تھا۔ سب سے پہلے آپ ﷺ کے نور پاک کو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھوں میں دیکھا تو انہیں چوم

کر اپنی آنکھوں پر لگایا۔(روح البیان)

حضور ﷺ کی موجودگی میں حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت بلال کی اذان میں آپ کا نام سن کر اپنے انگوٹھوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر لگایا۔تو آپ نے یہ بشارت دی کہ جو مسلمان اس طرح کرے گا۔میں اسے قیامت کی صفوں سے ڈھونڈ کر بہشت میں پہنچا دوں گا۔اور اس کی آنکھیں دکھنے سے محفوظ ہو جائیں گی وہ اندھا بھی نہ ہوگا اور آشوب چشم سے بچ جائے گا۔(فتاوی شامی وحاشیہ تفسیر جلالین وغیرہ)

امام مکہ مکرمہ علامہ علی قاری علیہ رحمت الباری فرماتے ہیں جب انگوٹھے چومنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہو گیا ہے تو یہ ثبوت عمل کے لیے کافی ہے۔

(الموضوعات الکبیر ص ۱۰۸۔اصح المطابع کراچی)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ کی نماز کے لیے تیسری اذان زیادہ کی (مشکوٰۃ ص ۱۲۳) آج تک اس پر عمل ہو رہا ہے اور کسی کو اس پر اعتراض نہیں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عمل پر جو حضور ﷺ کے سامنے کیا گیا اور آپ ﷺ نے بشارتوں سے نوازا۔اس پر اعتراض کرنا بھی مناسب نہیں۔حکیم امت دیو بند مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے۔آپ ﷺ کا نام سن کر انگھوٹے چومنا طبی تدبیر ہے جو دراصل جائز ہے اور یہ عمل کرنے والا اندھا نہیں ہوگا (بوادر النوادر ص ۴۰۹) مولوی عبد الشکور لکھنوی دیو بندی لکھتے ہیں کہ۔اذان سننے والا جب آپ کا نام سنے تو اپنے انگوٹھے چوم کر اپنی آنکھوں پر لگائے اور کہے۔قُرَّتُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ الله ﷺ (علم الفقہ حصہ دوم) انگوٹھے چومنے کی تفصیل اور نماز کے مسائل کے لیے ہمارا رسالہ۔فتاویٰ سراجیہ۔مطبوعہ ضیاء القران کا مطالعہ کریں۔انشاء اللہ تسلی ہو جائے گی۔

اسم محمد ﷺ سن کر انگوٹھے چومنے اور آنکھوں پر لگانے اور قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ کہنے کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں ہے

ختم میں انگوٹھے چومنا اہلسنّت کا شعار بن گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کی

علامت ہے لہٰذا اس کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں۔

آخر میں ہم اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے بندۂ ناچیز کو اپنے بندوں کی اصلاح کے لیے اس رسالے کے لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ بے حد و بے شمار درود و سلام بھیجے ہمارے محبوب ہادی عالم حضرت احمد مجتبیٰ سرکارِ محمد ﷺ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر جو رشد و ہدایت کے مینار تھے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی راہ پر چلائے۔ آمین

۲۲ر رجب کے دن کونڈوں سے متعلق دار العلوم دیوبند کا فتویٰ ملاحظہ ہو

کیا فرماتے ہیں علماء دین پاکستان میں کچھ حضرات کا کہنا ہے، ۲۲ر رجب کے کونڈے بدعت اور ناجائز ہیں اور بطور دلیل کہا جاتا ہے کہ یہ شیعہ حضرات کی اختراع ہے نیز اس کی کوئی اصل بھی نہیں۔ بینوا و توجروا سائل عاشق علی خان

میڈیکل سٹور ہمایوں بازار، شیخوپورہ

الجواب

۲۲ر رجب المرجب کے دن فاتحہ اور شیرینی کی تقسیم اور حضرت جعفر صادق کی روح کو اس کا ثواب پہنچانا اسے کونڈے کہا جاتا ہے۔ جو بالکل درست ہیں۔

اہل تشیع ہوں یا کوئی اور اچھا کام شروع کرے اس کی اتباع میں کچھ مضائقہ نہیں اس کی عادت بنالینا یہ ہمارے بزرگوں نے پسند نہیں کیا۔

مثلاً کبھی کبھار حضرت قبلہ اشرف علی صاحب تھانوی اپنی زندگی میں دار العلوم میں بھی اس کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

مفتی اعظم دار العلوم دیوبند

فقیر سید غلام احمد

و نائب مہتمم دار العلوم ہذا

منجانب: الخادم احتشام الحق تھانوی دار العلوم اشرفیہ لاہور

۲۲/رجب کے کونڈوں کے بارے میں مولوی رشید احمد گنگوہی کا جواب ملاحظہ ہو:

جواب: ایصال ثواب بلا قید طعام و ایام کے مندوب ہے اگر تخصیص کے ساتھ ایصال ثواب ہو تو طعام حرام نہیں ہوتا (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۳۳ مطبوعہ ایچ ایم کراچی)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو ہم سب کے لیے ہدایت کا سبب بنائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے آمین

محمد سراج احمد سعیدی قادری

تمت بالخیر